"اللہ نور السمٰوات والارض مثل نورہٖ کمشکوٰۃ فیہا مصباح"

ماہنامہ

مشکوٰۃ

قادیان

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان

صلح 1380ھ.ش
جنوری 2001ء

بسم الله الرحمن الرحیم　　نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم　　وعلیٰ عبده المسیح الموعودؑ

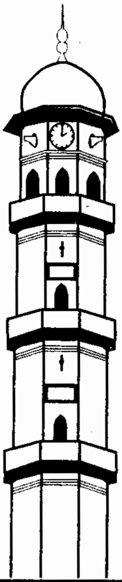

قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی

ماہنامہ

مشکوٰۃ

قادیان

MONTHLY MISHKAT QADIAN

مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کا ترجمان

جلد ۲۰　　صلح ۱۳۸۰ ہجری شمسی بمطابق جنوری ۲۰۰۱ء　　شمارہ ۱

نگران: محمد نسیم خان

صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

ایڈیٹر

زین الدین حامد

نائبین

نصیر احمد عارف

عطاء الٰہی احسن غوری

مینجر: طاہر احمد چیمہ

پرنٹر و پبلشر: منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے

کمپیوٹر کمپوزنگ: عطاء الٰہی احسن غوری، صمد احمد غوری، شاہد احمد ندیم، طاہر احمد امینی

دفتری امور: طاہر احمد چیمہ

مقام اشاعت: دفتر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

مطبع: فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان

سالانہ بدل اشتراک

اندرون ملک: 100 روپے

بیرون ملک: 30 امریکن $ یا متبادل کرنسی

قیمت فی پرچہ: 10 روپے

ضیاپاشیاں

اداریہ	2	من الظلمات الی النور	18
فی رحاب تفسیر القرآن	4	امتحان پاس کرنے کے گر	23
کلام الامام	5	تقویم ہجری شمسی کا اجراء (قسط اول)	27
رسول مقبول ﷺ کا انداز تربیت	6	حضرت علیؓ کے ارشادات	31
وہ خزائن جو ہزاروں سال سے...	13	بد رسومات کے خلاف جہاد	33
اے قادیاں دار الاماں (نظم)	16	ثاقب زیروی کے ساتھ ایک شام	38

مضمون نگار حضرات کے افکار و خیالات سے رسالہ کا اتفاق ضروری نہیں ہے

Printed at Fazle Umar Printing Press Qadian and Issued from Office Majlis Khuddamul Ahmadiyya Qadian (Pb)

By Munir Ahmad Hafizabadi M.A Printer & Publisher.

مبارک سو مبارک

ادارہ مشکوٰۃ کی جانب سے ہمارے دل و جان سے محبوب آقا سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور اکناف عالم میں بسنے والے عشاق دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نئے سال، نئی صدی، اور نئے ملینیم کے آغاز کی مناسبت سے دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے محبوب آقا کو صحت و سلامتی والی عمر دراز عطاء فرمائے۔ اسلام احمدیت کو عظیم الشان اور عالمگیر فتوحات نصیب فرماتا چلا جائے۔ اور ہم اور ہماری آنے والی نسلیں ان انقلاب انگیز وجد آفرین روحانی لمحات اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر سکیں۔ جب ؎

کفر کی کالی گھٹا کافور ہوگی ایک دن
احمدیت ہی رہیگی رب کعبہ کی قسم!

(ادارہ)

منظوری صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت

جیسا کہ اراکین مجلس خدام الاحمدیہ بھارت جانتے ہیں کہ سالانہ اجتماع 2000 کے موقعہ پر منعقدہ مجلس شوریٰ میں آئندہ دو سال کے لئے صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت کے انتخاب کی کاروائی عمل میں لائی گئی تھی جسکی رپورٹ نظارت علیا کی جانب کے سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں بھجوائے جانے پر حضور انور نے محترم محمد نسیم خان صاحب کی مزید دو سال (31 اکتوبر 2002ء تک) کے لئے بطور صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ الحمد للہ۔ اس موقعہ پر ادارہ مشکوٰۃ، بھارت کی تمام مجالس کے قائدین و عہدیداران واراکین کی نمائندگی میں محترم صدر صاحب کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتا ہے۔ مبارک سو مبارک۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے موصوف کے لئے یہ اعزاز بے حد مبارک فرمائے اور ان کی قیادت و سیادت میں مجالس بھارت کو ہر لحاظ سے ترقیات سے نوازے۔ آمین۔

رسالہ مشکوٰۃ کی ملکیت اور دیگر تفصیلات کا بیان

بموجب پریس رجسٹریشن ایکٹ فارم نمبر 4 قاعدہ نمبر 8

1۔ مقام اشاعت — قادیان

2۔ وقفہ اشاعت — ماہوار

3-4۔ پرنٹر و پبلیشر — منیر احمد حافظ آبادی — قومیت ہندوستانی — پتہ محلّہ احمدیہ قادیان

5۔ ایڈیٹر کا نام — زین الدین حامد — قومیت ہندوستانی — پتہ محلّہ احمدیہ قادیان

6۔ رسالہ مشکوٰۃ کے مالک فرد یا ادارہ کا نام: نگران بورڈ مشکوٰۃ قادیان

میں منیر احمد حافظ آبادی اعلان کرتا ہوں کہ مندرجہ بالا تفصیلات جہاں تک میری اطلاعات کا تعلق ہے صحیح ہیں۔

منیر احمد حافظ آبادی پبلیشر قادیان

فی رحاب تفسیر القرآن

وَالَّذِی أَطْمَعُ اَنْ یَّغْفِرَ لِی خَطِیْئَتِی یَوْمَ الدِّینِ (الشعراء)

وہ خدا ایسا ہے کہ میں امید رکھتا ہوں کہ وہ میرے گناہ جزا سزا کے وقت مجھے معاف کر دیگا۔

اس ایت کی تفسیر میں سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں۔"حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مجھے اپنے رب پر امید ہے کہ جب میرے اعمال کا نتیجہ نکلے گا تو وہ میری کمزوریوں پر پردہ ڈالتے ہوئے اپنی رحمت میرے شامل حال رکھیگا اور مجھے اپنے مقصد میں کامیابی عطا فرمائے گا۔

وہ لوگ جو روحانیت سے بے بہرہ ہوتے ہیں یہ خیال کر لیتے ہیں کہ انسان اسی صورت میں مغفرت کا طلبگار ہوتا ہے جب کہ وہ گناہ آلود زندگی بسر کر رہا ہو مگر یہ خیال ان کی عربی زبان سے کلی ناواقفیت اور روحانی کوچہ سے قطعی طور پر ناآشنا ہونے کا ثبوت ہے حقیقت یہ ہے کہ ہر انسان اس بات کا محتاج ہے کہ خدا اسے اپنے نور سے حصہ عطا فرمائے اسے اپنی طاقت سے طاقت بخشے اور اپنے علم سے علم عطا کرے جس طرح انسانی آنکھ سورج کی روشنی کے بغیر بیکار ہے اور انسانی کان ہوا کے توسط کے بغیر دوسرے کی آواز سننے کی طاقت نہیں رکھتے اسی طرح ہر انسان خواہ وہ خدا تعالیٰ کا نبی اور رسول ہی کیوں نہ ہو خدائی طاقت اور اس کی مدد کا محتاج ہوتا ہے۔اسی لئے اسلام نے سکھایا ہے کہ ہر انسان پانچ وقت نماز کی ہر رکعت میں خدا تعالیٰ سے یہ کہے کہ ایاک نعبد وایاک نستعین یعنی اے خدا! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں مگر یہ کام ایسا ہے جس میں صرف ہماری کوشش اور ارادہ ہمیں کامیاب نہیں کر سکتا بلکہ اس میں کامیابی صرف اسی صورت میں ممکن ہے جب ہماری کوشش کے ساتھ تیری مدد بھی شامل ہو جائے۔

ورنہ محض ہماری کوشش کوئی نتیجہ پیدا نہیں کر سکتی۔انہی معنوں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں اپنی طاقت کے مطابق تو خدا تعالیٰ کی توحید پھیلانے کے لئے رات اور دن جدو جہد کر رہا ہوں۔ مگر میری یہ جدو جہد اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی نصرت کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتی اس لئے میں اسی سے مدد کا طلب گار ہوں اور میں امید رکھتا ہوں کہ جب ان کوششوں کے نتائج کا ظہور ہوگا تو اس وقت اللہ تعالیٰ میری حقیر کوششوں میں برکت پیدا فرمائیگا اور اگر کوئی خامی بشریت کی وجہ سے میرے کاموں میں رہ بھی گئی تو اس کمی کو اللہ تعالیٰ کا فضل پورا فرمادے گا اور مجھے اپنے مقصد میں کامیابی عطا فرمائیگا۔

پھر جیسا کہ اوپر بتایا جا چکا ہے دین کے ایک معنی غلبہ کے بھی ہوتے ہیں اس لحاظ سے والذی اطمع ان یغفر لی خطیئتی یوم الدین کے یہ معنی ہونگے کہ میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس سلسلہ روحانیہ کی ترقی کے زمانہ میں بھی جس کی ترویج میرے ہاتھ سے ہو رہی ہے میری بشری کمزوریوں کو نظر انداز کرتے ہوئے ایسے سامان پیدا فرمائیگا کہ جن کے نتیجہ میں تبلیغ اور تربیت کا سلسلہ جاری رہیگا اور اس کے دین کی کشتی ہر قسم کے حوادث کے تھپیڑوں سے بچتی ہوئی ساحل مراد پر کامیابی سے پہنچ جائیگی۔

حقیقت یہ ہے کہ مذہبی جماعتوں کا غلبہ جہاں اپنے اندر بڑی بھاری بشارت رکھتا ہے۔وہاں یہ غلبہ اپنے اندر ایک انذار کا پہلو بھی لئے ہوئے ہوتا ہے کیونکہ اس وقت ہزاروں ہزار لوگ سلسلہ روحانیہ میں شامل ہو جاتے ہیں۔اور چونکہ انہوں نے خدا تعالیٰ کے

باقی صفحہ 15 پر

کلام الامام

نماز اور روزہ کے برکات اور ثمرات ملتے ہیں اور اسی دنیا میں ملتے ہیں

سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"بعض لوگ کہتے ہیں کہ نماز روزہ کی وجہ سے برکات حاصل نہیں ہوتے۔ وہ غلط کہتے ہیں۔ نماز اور روزہ کے برکاتِ اور ثمرات ملتے ہیں اور اسی دنیا میں ملتے ہیں۔ لیکن نماز روزہ اور دوسری عبادات کو اس مقام اور جگہ تک پہنچانا چاہئے جہاں وہ برکات دیتے ہیں۔ صحابہؓ کا سا رنگ پیدا کرو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اور سچی اتباع کرو پھر معلوم ہوگا کہ کیا کیا برکات ملتے ہیں۔

میں صاف صاف کہتا ہوں کہ صحابہؓ میں ایسا ایمان تھا جو تم میں نہیں۔ انہوں نے خدا تعالیٰ کے لئے اپنا فیصلہ کر لیا تھا۔ ایسے لوگ قبل از موت مر جاتے ہیں اور قبل اس کے کہ قربانی دیں وہ سمجھتے ہیں کہ دے چکے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ کیا ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کا درجہ نماز، روزہ، صدقات اور خیرات کی وجہ سے ہے؟ نہیں۔ بلکہ اس چیز کے ساتھ اس کا بڑا درجہ ہے جو اس کے دل میں ہے حقیقت میں وہی بات ہے جو ان اعمال کا بھی موجب اور باعث ہوتی ہے۔ جس قدر لوگ اہل اللہ گذرے ہیں ان کے مدارج نرے ان اعمال کی وجہ سے نہیں ہیں۔ ان اعمال میں اور بھی شریک ہیں۔ مسجدیں بھری پڑی ہیں۔ ان لوگوں کی زندگی سفلی ہوتی ہے۔ یہ دنیا اور اس کی گندگیوں کو چھوڑ کر الگ نہیں ہوتے۔ ان کے اعمال میں زندگی کی روح نہیں ہوتی۔

لیکن جب انسان اس سفلی زندگی سے نکل آتا ہے تو اس کے اعمال میں اخلاص ہوتا ہے۔ وہ ہر قسم کی ناپاکیوں سے الگ ہو جاتا ہے۔ پھر اسے وہ قوت اور طاقت ملتی ہے کہ وہ شئ اور امانت اللہ جس کو اٹھانا مشکل ہے وہ اٹھا لیتا ہے جس کی اطلاع فرشتوں کو بھی نہیں ہوتی۔ وہ بھی یہی نماز روزہ کرتے ہیں۔ اور دنیا بھی یہی کرتی ہے۔ مگر ان کی نماز اور دنیا داروں کی نماز میں زمین اور آسمان کا فرق ہے۔ حضرت سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بڑے مخلص اور شان کے لائق تھے۔ کیا ان کے عہد میں لوگ نماز روزہ نہ کرتے تھے؟ پھر ان کو سب پر سبقت اور فضیلت کیوں ہے؟ اس لئے کہ دوسروں میں وہ بات نہ تھی جو ان میں تھی۔ یہ ایک روح ہوتی ہے جب پیدا ہو جاتی ہے تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدوں میں شامل کر لیتا ہے۔ لیکن وہ ملعونی زندگی خدا تعالیٰ کو منظور نہیں جو نماز اور روزہ کی حالت اور صورت میں ریاکاری اور تصنع سے آدمی بنا لیتا ہے۔ ایسے لوگوں میں زبان کی چالاکیاں اور منطق بڑھ جاتا ہے۔ خدا تعالیٰ کو لاف و گزاف پسند نہیں۔ وہ ناراض ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ نماز، روزہ اور زکوٰۃ و صدقات کسی وقعت اور قدر کے لائق نہیں جن میں اخلاص نہ ہو بلکہ وہ لعنت ہیں۔ یہ اسی وقت بابرکت ہوتے ہیں جب دل اور زبان میں پوری صلح ہو۔"

(ملفوظات جلد 8 صفحہ 84-383)

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا انداز تربیت

دوسری قسط

تقریر محترم عطاء المجیب صاحب راشد امام مسجد فضل لندن بر موقعہ جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ برطانیہ ۲۰۰۰ء

حضرات! رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے انداز تربیت کا ایک اور دلکش پہلو یہ ہے کہ آپ نے صحابہ کو دینی معاملات میں ہمیشہ حق و صداقت اور دیانتداری کی تلقین فرمائی اور اس بارہ میں ہر ممکن احتیاط کرنے کی نصیحت فرمائی اور خود بھی اس کے مطابق عمل کر کے دکھایا۔ مالی امور ہوں یا اخلاقی امور ذاتی معاملات ہوں یا جماعتی اموال کے لین دین کے معاملات، آپ کا کردار ہمیشہ، پاک شفاف اور ہر شک و شبہ سے بالا تھا۔ یہی آپ کا طریق تھا اور اسی بات کی نصیحت ہمیشہ آپ کی زبان سے صادر ہوتی تھی۔

☆ حضرت عقبہ بیان کرتے ہیں کہ ایک روز میں نے مدینہ میں عصر کی نماز رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ادا کی۔ آپ نے سلام پھیرا اور خلاف معمول آپ جلدی سے کھڑے ہو گئے۔ اور لوگوں کی گردنوں پر سے گزرتے ہوئے اپنی ازواج میں سے ایک کے حجرہ میں گئے۔ تھوڑی دیر میں واپس آئے تو دیکھا کہ لوگ اس خلاف معمول جلدی کی وجہ سے بہت حیران اور متعجب ہیں۔ آپ نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ نماز ختم کرتے ہی مجھے یاد آیا کہ تھوڑا سا سونا گھر میں رہ گیا ہے جو ابھی ضرورت مندوں میں تقسیم ہونے والا ہے اور میں نے ناپسند کیا کہ میرے پاس پڑا رہے اور ضرورت منداس سے اتنی دیر محروم رہیں چنانچہ میں نے جا کر ابھی اس کی تقسیم کا حکم دے دیا۔

(بخاری کتاب الصلوٰۃ باب من صلی بالناس)

☆ اسی نوعیت کا ایک اور واقعہ کچھ اس طرح ہے کہ ایک دفعہ باہر سے کچھ مال بیت المال میں آیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلالؓ کو تقسیم کرنے کا ارشاد فرمایا۔ مستحقین آنے لگے اور مال ان میں تقسیم ہونے لگا آخر میں تھوڑا سا مال پھر بھی بچ گیا رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تک یہ مال سارے کا سارا مستحقین میں تقسیم نہیں ہو جاتا اس وقت تک میں اپنے گھر نہیں جاؤنگا۔ عجیب اتفاق یہ ہوا کہ شام تک کوئی بھی ضرورت مند مال لینے کیلئے نہ آیا اور مال کا بقیہ حصہ اس طرح پڑا رہا اس پر ہمارے محبوب آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ ساری رات اس مسجد میں گزار دی۔ اگلے روز حضرت بلالؓ نے وہ بقیہ مال کسی ضرورت مند کو دیا تو تب جا کر آپ اطمینان کے ساتھ اپنے گھر میں واپس تشریف لائے۔

(سنن ابی داؤد کتاب الخراج

☆ دینی معاملات میں احتیاط کا جو درس آپ نے ساری زندگی بیان فرمایا اس پر آپ سب سے زیادہ خود عامل تھے۔ آپ فرمایا کرتے

تھے کہ بسا اوقات میں اپنے گھر میں بستر پر یا کسی اور جگہ کھجور پڑی دیکھتا ہوں تو اسے اٹھا لیتا ہوں اور شدید بھوک سے دوچار ہونے کی وجہ سے میرا دل چاہتا ہے کہ میں اسے کھا لوں۔ مگر مجھے خیال آتا ہے کہ کہیں یہ کھجور صدقہ کی نہ ہو جو میرے لئے اور میری آل کے لئے جائز نہیں یہ سوچ کر میں کھانے کا ارادہ ترک کر دیتا ہوں اور کھجور واپس اسی جگہ رکھ دیتا ہوں۔ (بخاری کتاب القسط)

☆ایک اور واقعہ عرض کرتا ہوں جس کا تعلق آپ کی ذاتی زندگی سے ہے۔ اس واقعہ میں احتیاط کا پہلو بھی ہے اور دوسروں کو بدگمانی سے بچانے کا بھی اور ان دونوں امور کا صحابہ کی تربیت سے گہرا تعلق ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک بار جب کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف میں تھے ام المؤمنین حضرت صفیہؓ رات کے وقت آپ سے ملنے کے لئے تشریف لائیں۔ کچھ دیر باتوں کے بعد وہ واپس جانے لگیں تو حضور بھی ان کو چھوڑنے کچھ دور تک ان کے ساتھ تشریف لے گئے دونوں جا رہے تھے اتنے میں دو انصاری نوجوان پاس سے گزرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیال فرمایا کہ نہ جانے ان نوجوانوں کے دل میں کیا خیال گزرے بہتر ہے کہ ان کی تربیت کے خیال سے ان کو کسی بدگمانی میں نہ پڑنے دیا جائے، آپ نے ان دونوں کو بلایا اور بتایا کہ میرے ساتھ یہ میری بیوی صفیہؓ ہیں اس پر نوجوانوں نے عرض کیا سبحان اللہ! معاذ اللہ کیا ہم آپ پر بھی بدگمانی کر سکتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ بات یہ ہے کہ شیطان انسان کے اندر خون کی مانند دوڑتا پھرتا ہے اس لئے مجھے خیال آیا کہ کوئی بدگمانی پیدا نہ کرے اس وجہ سے میں نے یہ وضاحت کی ہے۔ یہ واقعہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی باریک بینی، فراست، حکمت اور انداز تربیت کا ایک شاہکار ہے اور آپ کی عظمت کردار پر ایک عظیم گواہ۔

نصیحت اور تربیت کے نئے سے نئے خوبصورت انداز رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طاہرہ میں نظر آتے ہیں۔ آپ کا عام طریق تو یہ تھا کہ آپ غلطی مشاہدہ کرنے پر فوری طور پر اسی موقع پر متوجہ فرماتے مگر بہت محبت سے اور دلنشیں انداز میں کہ کسی کی دلشکنی نہ ہو۔ بسا اوقات ایسا بھی ہوتا کہ آپ اپنی طبعی حیا کی وجہ سے ایسا نہ کرتے لیکن تربیت اور اصلاح کے بنیادی فریضہ سے آپ ایک لحہ کے لئے بھی غافل نہ ہوتے اور نہ ہو سکتے تھے۔ ایسے مواقع پر آپ کا خوبصورت انداز تربیت یہ ہوتا کہ آپ اپنے چہرہ کے تاثرات سے خاموشی کی زبان سے، بہت بلیغ انداز میں نصیحت کا فریضہ ادا کرتے۔ صحابہ آپ کے چہرہ مبارک کو دیکھ کر فوراً سمجھ جاتے کہ محبوب آقا کا منشاء مبارک کیا ہے۔ ایسے مواقع پر ایک اور مشفقانہ انداز یہ ہوتا ہے کہ آپ جب بھی کسی ناپسندیدہ بات کو دیکھتے تو ایسے شخص سے بہت کم آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر باتیں کرتے اور اپنی نظریں نیچی رکھتے۔ اس انداز سے بھی صحابہ فوراً منشائے رسول اخذ کر لیتے۔ کبھی آپ ایسے مواقع پر اس شخص کی بجائے دیگر صحابہ سے فرماتے کہ کوئی اس آدمی کو کیوں یہ نہیں کہتا کہ وہ ایسا نہ کرے۔ اس ضمن میں ایک اور بلیغ انداز تربیت یہ تھا کہ آپ اس شخص کا نام لئے بغیر عمومی رنگ میں اس طرح فرماتے کہ لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ ایسی باتیں کرتے ہیں یا کہتے ہیں۔
(سنن ابی داؤد کتاب الادب)

یہ سب انداز ہیں اس مہربان آقا کے جو اپنے فرض منصبی کو بھی ادا کرتا تھا اور یہ رعایت بھی ملحوظ رکھتا تھا کہ میرے کسی پیارے کے جذبات کو ٹھیس نہ پہنچے!

☆رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وعظ و نصیحت اور تربیت کا ایک اسلوب یہ تھا کہ آپ صحابہ کرام سے بسا اوقات سوال

دریافت فرماتے اور صحابہ کے جواب کے بعد صحیح اور حقیقی جواب سے انہیں آگاہ فرماتے۔ اس طریق سے یہ فائدہ ہوتا تھا کہ صحابہ خوب مستعد اور تیار ہو جاتے اور ذہنی طور پر صحیح جواب معلوم کرنے کے لئے اشتیاق اور شوق ان کے دلوں میں پیدا ہو جاتا۔ یہ ایک حکیمانہ انداز تربیت ہے جس کے فوائد ظاہر وباہر ہیں۔

ایک بار آپؐ نے صحابہ سے پوچھا کہ کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہوتا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ ہمارے خیال میں مفلس وہ شخص ہے جس کے پاس زرومال نہ ہو۔ آپ نے فرمایا نہیں۔ میری امت میں مفلس وہ شخص ہے جو نماز، روزہ اور زکوٰۃ وغیرہ نیکیاں کرنے والا تو ہے لیکن قیامت کے روز اس کے نامۂ اعمال میں یہ بھی ہوگا کہ اس نے کسی کو گالی دی۔ کسی پر تہمت لگائی اور کسی کا مال کھا لیا یا کسی کا خوب بہایا۔ ایسی صورت میں اس کی نیکیاں ان لوگوں کو دے دی جائینگی۔ اگر اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں تو پھر ان لوگوں کی بدیاں اس شخص کے نامۂ اعمال میں منتقل کر دی جائینگی۔ اور نتیجہ یہ ہوگا کہ انجام کار وہ شخص جہنم میں ڈالا جائیگا۔ آپ نے فرمایا ہے کہ یہ وہ شخص ہے جو حقیقی معنوں میں مفلس ہے۔

(صحیح مسلم کتاب البر باب تحریم الظلم)

☆ ایک بار آپ ﷺ نے صحابہ سے پوچھا کہ یہ بتاؤ کہ تم پہلوان کس کو کہتے ہو۔ صحابہ نے کہا کہ جو دوسروں کو کشتی میں پچھاڑ دے اور وہ اسے نہ پچھاڑ سکیں۔ فرمایا۔ نہیں بلکہ حقیقی پہلوان اور جوانمرد تو وہ ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس پر قابو رکھے۔

(صحیح مسلم باب فضل من یملک نفسہ عند الغضب)

وعظ و نصیحت کے مواقع پر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بہت ہی پر حکمت اسلوب یہ تھا کہ آپ بعض مواقع پر نصیحت سے قبل صحابہ سے متعدد سوالات فرماتے جو بظاہر سادہ قسم کے سوالات ہوتے لیکن آپ کا یہ مقصد ہوتا کہ صحابہ آپ کی بات کی طرف پوری طرح متوجہ ہو جائیں نیز اس موقعہ اور وقت کی اہمیت ان پر خوب واضح ہو جائے۔ اس انداز میں نفسیات کا ایک عجیب نکتہ ہے جس سے آپ کی حکمت اور اس کی عظمت کا پتہ چلتا ہے۔

اس انداز کی بہترین مثال خطبہ حجۃ الوداع ہے۔ خطبہ ارشاد فرمانے سے قبل آپ نے صحابہ سے پوچھا کہ آج کونسا دن ہے۔ پھر دریافت فرمایا کہ یہ کون سا شہر ہے۔ پھر سوال فرمایا کہ یہ کون سا مہینہ ہے؟ صحابہ نے سوالات کے جوابات نہایت ادب سے عرض کئے۔ آپ کا مقصد یہ تھا کہ اس طرح اس دن اس شہر اور اس مہینہ کی عظمت کا پورا پورا احساس ذہنوں میں بیدار ہو جائے۔ جب یہ مقصد حاصل ہو چکا اور صحابہ ہمہ تن گوش ہو گئے اور دلوں میں ایک خاص کیفیت اپنے عروج کو پہنچ گئی تو پھر آپ نے اپنے اس تاریخی خطبہ میں فرمایا کہ خوب یاد رکھو کہ تمہارے اموال، تمہارے خون اور تمہاری عزتیں اسی طرح قابل احترام اور قابل تقدیس ہیں جس طرح یہ دن، یہ شہر، اور یہ مہینہ تمہارے لئے محترم اور لائق ادب ہے۔ اس سے زیادہ پر تاثیر انداز نصیحت تصور نہیں کیا جا سکتا!

☆ حضرات زیادتی ہر چیز کی بری ہوتی ہے۔ نصیحت اور تربیت کرنا بہترین کام ہے لیکن ہر وقت کی نصیحت اور اس میں تشدد اور تکلیف دہ اصرار اچھی بات نہیں اور بعض اوقات منفی اثر پیدا کرتا ہے۔ یہ نکتہ حکمت بھی ہمیں رسول مقبول ﷺ کے انداز نصیحت اور تربیت کے اسلوب میں نظر آتا ہے اور در حقیقت آپ ہی ہیں جنہوں نے یہ نکتہ معرفت دنیا کو عطا فرمایا ہے۔

صحیح بخاری میں آتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق یہ تھا کہ آپ وعظ و نصیحت اور تربیت کی مجالس وقفہ اور ناغہ ڈال کر منعقد فرمایا کرتے تھے اس خیال سے کہ کہیں سننے والے

اکتاہٹ محسوس نہ کریں۔

(بخاری کتاب العلم باب من جعل لا ہل العلم)

عام طور پر یہ مجالس تربیت مردوں کے لئے منعقد ہوتی تھیں اور عورتوں کو اس کا موقعہ کم ملتا تھا۔ اس بناء پر عورتوں نے درخواست کی ہمارے لئے بھی کوئی دن یا وقت مخصوص کر دیا جائے۔ آپ نے یہ درخواست منظور فرمائی اور ان کے لئے بھی ایک خاص دن مقرر فرمادیا۔

☆ تعلیم وتربیت کا ایک پر حکمت انداز یہ بھی تھا کہ کبھی کبھی آپ صحابہؓ سے کوئی سوال دریافت فرماتے اور انہیں غور وفکر کی دعوت دیتے۔ اس طریق کا مقصد یہ ہوتا کہ اس ذریعہ سے ان کی جودتِ فکر اور اصابت رائے کا بھی اندازہ ہو اور پھر اس سوال کا صحیح جواب معلوم ہونے پر ان کے ذہنوں کو جلا نصیب ہو۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور نے دریافت فرمایا کہ بتاؤ وہ کونسا درخت ہے جو ایک مسلمان سے مشابہت رکھتا ہے اور ساتھ ہی فرمایا کہ اس کی نشانی یہ ہے کہ اس درخت کے پتے جھڑتے نہیں۔ صحابہ کرام سوچ میں پڑ گئے بعضوں کا خیال جنگلی درختوں کی طرف گیا۔ عبداللہ بن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ میرے ذہن میں آیا کہ یہ کھجور کا درخت ہوگا لیکن میں کمسن تھا اس لئے بولنے کی جرأت نہ کر سکا۔ جب کوئی صحابی بتا نہ سکا تو صحابہ نے اپنے بہت ہی مؤدبانہ مخصوص انداز میں عرض کیا کہ یارسول اللہ آپ سے بہتر کون جان سکتا ہے آپ ہی ارشاد فرمائیں۔ اس پر آپ نے بتایا کہ یہ کھجور کا درخت ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ مجھے بعد میں ساری عمر حسرت رہی کہ کاش میں نے جرأت کر کے میں نے اپنا خیال ظاہر کر دیا ہوتا۔

یہ واقعہ بہت ہی پر حکمت ہے۔ بات صرف اتنی نہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سوال پوچھا۔ صحابہ جواب نہ دے سکے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بتا دیا بلکہ اس میں دراصل درس حکمت ہے کہ جس طرح ایک کھجور کے پتے نہیں جھڑتے اور درخت ہمیشہ خوش نما رہتا ہے اور فائدہ دیتا ہے اسی طرح ایک مؤمن کا وجود بھی ہمیشہ اور ہر کسی کے لئے فائدہ مند اور سدابہار وجود ثابت ہونا چاہئے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عارفانہ انداز تربیت میں یہ بات بھی شامل تھی کہ آپ کلمۂ نصیحت کو ایک سے زیادہ مرتبہ دوہراتے تاکہ وہ نصیحت ذہنوں پر خوب اچھی طرح واضح اور مرتسم ہو جائے۔ بعض روایات میں ہے کہ آپ ﷺ تین مرتبہ دوہراتے تھے

(بخاری کتاب العلم)

حضرت عبدالرحمٰن بن ابی بکرۃؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بار رسول اکرم ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ کیا تمہیں میں بڑے بڑے گناہوں سے مطلع نہ کروں۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! ضرور بیان فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ سب سے بڑا گناہ تو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک بنانا ہے اس کے بعد والدین کی نافرمانی۔ رسول پاک ﷺ اس وقت تکیہ سے ٹیک لگائے ہوئے تھے۔ اس موقع پر آپ اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ تیسرا بڑا گناہ جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا ہے۔ ایک بار پھر سنو کہ جھوٹ بولنا اور جھوٹی گواہی دینا بہت بڑا گناہ ہے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ آپ بڑے درد سے ان آخری الفاظ کو بار بار دوہراتے رہے مجھے یوں لگا کہ شائد آپ خاموش نہیں ہونگے اور یہ بات فرماتے چلے جائینگے۔

(بخاری کتاب الادب باب عقوق الوالدین من الکبائر)

تربیت کا ایک پر حکمت انداز اور لطیف قرینہ یہ بھی ہے کہ جس شخص سے کوئی غلطی یا کوتاہی یا زیادتی ہو گئی ہو اس کا نام

لئے بغیر عمومی رنگ میں نصیحت کی جائے اس طرح اس شخص کی پردہ پوشی بھی ہو جاتی ہے اور نصیحت کا وسیع فائدہ بھی ہو جاتا ہے۔

حضرت عقبہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور پاک کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں فلاں شخص کی وجہ سے صبح کی نماز میں شامل نہیں ہو سکتا کیونکہ وہ بہت لمبی نماز پڑھاتا ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ بات سن کر حضور بہت ناراض ہوئے اس قدر کہ میں نے حضور کو کسی اور موقعہ پر اتنا ناراض نہیں دیکھا۔ آپ نے خطبہ دیا اور عمومی رنگ میں صرف یہ فرمایا کہ تم میں سے کچھ لوگ دینی فرائض سے نفرت پیدا کرنے کا موجب بنتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی محبت بھرے انداز میں یہ اصولی نصیحت فرمائی کہ یاد رکھو کہ تم میں سے جو بھی لوگوں کا امام بنے وہ ہلکی نماز پڑھائے کیونکہ اس کے پیچھے کمزور، بوڑھے اور کام کاج والے لوگ بھی نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں۔ (بخاری کتاب الصلوٰۃ باب تخفیف الامام)

ظاہر ہے کہ یہ انداز تربیت بہت ہی پر حکمت ہے اور ہمیشہ یاد رکھنے والا ہے۔

حضرات! نصیحت اور تربیت کرنے کے بے شمار انداز اور لا انتہا اسلوب ہیں لیکن ایک بات میں پورے یقین اور وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اخلاق فاضلہ کے دیگر میدانوں کی طرح اس میدان میں بھی صاحب معراج ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد ﷺ ہیں۔ کوئی نہیں جو آپ کا پاسنگ ہو ذرا اس واقعہ پر غور کریں اور اندازہ لگانے کی کوشش کریں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول کو تربیت کے کیا کیا نرالے انداز عطا فرمائے تھے۔ حضرت معاذؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اکرام ﷺ نے میرا ہاتھ اپنے دست مبارک میں لیا۔ اور پھر فرمایا "معاذ! خدا تعالیٰ کی قسم! مجھے تجھ سے محبت ہے"

میں سوچتا ہوں کہ ان الفاظ کو سن کر حضرت معاذ کی کیا کیفیت ہوئی ہوگی۔ ان کی حالت تو جو ہوئی ہوگی آج چودہ سو برس بعد بھی یہ الفاظ سن کر ہم گناہ گاروں کے دل میں جزبات کا سمندر متلاطم ہو جاتا ہے۔ کاش! ہمارا ہاتھ بھی محبوب خدا کے دستِ مبارک میں ہوتا اور کاش ہمیں بھی یہ انمول الفاظ سننے کی سعادت ملتی۔ جو حضرت معاذ کو نصیب ہوئی۔ مبارک ہو اے معاذ کہ تجھے محبوب خدا نے اپنا محبوب بنالیا۔ تم نے تو جیتے جی زندگی کی مراد پالی۔ کہ جو محبوب خدا کا حبیب ہو وہ یقیناً محبوب خدا بھی ہوتا ہے۔

میں جزبات کی دنیا میں کچھ دور نکل گیا۔ بات ہو رہی تھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے انداز تربیت کی۔ حضرت معاذ کو یہ نوید جاودانی سنانے کے بعد ان کے دل میں محبت کا جادو جگانے کے بعد نباض فطرت محمد عربی ﷺ نے فرمایا! اے میرے محبوب معاذ! میں تجھے تاکیدی نصیحت کرتا ہوں کہ کسی نماز کے بعد یہ دعا کبھی تم سے چھوٹنے نہ پائے کہ :

اللهم أعنّي على ذكرك وشكرك وحسن عبادتك

کہ میرے اللہ! میری مدد فرما کہ میں ہمیشہ تیرا ذکر کرتا رہوں۔ تیرا شکر بجالاتا رہوں۔ اور ہمیشہ بڑی خوبصورتی اور عمدگی سے تیری عبادت بجالاتا رہوں۔

(ابو داؤد کتاب الصلوٰۃ باب فی الاستغفار)

یہ ایک مختصر سا واقعہ ہے لیکن اس کی عظمت اور جاذبیت محتاج بیان نہیں ایک عجیب محبت بھرا دلفریب انداز نصیحت ہے۔ کیا یہ ایک حقیقت نہیں کہ چودہ سو سال کے بعد بھی آج یہ نصیحت سننے کے بعد ہر مرد و زن کے دل میں یہ عظم صمیم بیدار ہو رہا ہے کہ میں بھی ہر نماز کے بعد اس دعا کا التزام کرونگا

اور خدا کرے کہ اس کے نتیجہ میں میرا دل بھی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی آماجگاہ بن جائے۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

حضرات! ہمارے پیارے اور محسن آقا حضرت محمد مصطفی ﷺ کی جود سخا کا عالم بے مثال تھا کوئی سوالی آپ کے در سے خالی ہاتھ واپس نہ جاتا۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ کو اپنے صحابہ کی صحیح تربیت کا اس قدر خیال رہتا کہ آپ اپنے غریب صحابہ کی وقتی امداد کے علاوہ ان کو اپنے پاؤں پر کھڑے ہونے، ہاتھ سے کمانے اور خود کفیل ہونے کی تاکیدی نصیحت فرماتے اور اس سلسلہ میں خود عملی طور پر ان کی ہر ممکن مدد اور رہنمائی بھی فرماتے۔ یہ آپ کے انداز تربیت کا ایک خوبصورت پہلو ہے۔

حضرت انسؓ روایت بیان کرتے ہیں کہ ایک تنگ دست انصاری صحابی رسول خدا ﷺ کی خدمت میں کچھ مانگنے کو حاضر ہوا۔ آپ ہمیشہ کی طرح اسے کچھ دے کر رخصت کر دیتے تو اس کا مسئلہ وقتی طور پر تو حل ہو جاتا لیکن مستقلاً اس کی ضرورت پوری نہ ہوتی آپنے نہایت حکیمانہ انداز میں اسے خود کفالت کی نصیحت کی اور اس کی مدد بھی فرمائی۔ آپ نے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس گھر میں کچھ ہے عرض کیا کہ صرف ایک بوریا اور پیالہ ہے۔ فرمایا وہ لے آؤ۔ پھر رسول خدا ﷺ نے ان دونوں کو اپنے صحابہ میں بیچ ڈالا۔ دو درہم ملے۔ اسے کہا کہ ایک سے کھانے کی اشیاء گھر والوں کو دو اور دوسری سے ایک کلہاڑی خرید کر میرے پاس لاؤ۔ وہ لایا تو محسن آقا نے اپنے دست مبارک سے کلہاڑی کے پھل کے ساتھ لکڑی کا دستہ لگایا اور اسے ہدایت کی کہ اب جنگل میں نکل جاؤ لکڑیاں کاٹ کر شہر میں لاکر بیچنا شروع کرو۔ اور پندرہ روز تک ہمیں نظر نہ آنا۔ وہ انصاری پندرہ روز اس نصیحت پر عمل کرتے رہے۔ اور اس کے بعد حاضر ہوئے تو دس درہم کے مالک تھے۔ انہوں نے نئے کپڑے بھی خرید لئے تھے اور کھانے کا سامان بھی۔ اس طرح انہیں خود کفیل بنانے اور محنت سے کمانے کا طریق سکھانے کے بعد آپ نے ان سے فرمایا کہ دیکھو کیا اس طرح خود اپنے ہاتھ سے محنت کر کے، اپنی ضروریات پورا کرنا تمہارے لئے اس بات سے کہیں بہتر نہیں کہ تم قیامت کے دن خدا کے حضور اس حالت میں حاضر ہو کہ دربدر دست سوال دراز کرنے کی عادت نے تمہارے چہرہ کو داغدار کر دیا ہو؟ (ابو داؤد کتاب الزکوٰۃ باب ما تجوزہ فیه المسألة)

سبحان اللہ! کیا پر حکمت انداز ہے اصلاح اور تربیت کا، اپنے صحابہ کی سچی اور پائیدار ہمدردی اور راہنمائی کا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس مثال میں بے روزگاروں کے لئے ایسی نصیحت ہے جو ان کی زندگیوں میں پاکیزہ انقلاب پیدا کر سکتی ہے۔

حضرات! محبت والفت کی زبان سب سے زیادہ مؤثر ہوتی ہے۔ محبت کی تلوار کی کاٹ دنیا کی ہر تلوار سے زیادہ ہوتی ہے۔ یہ جسموں کو کاٹتی نہیں بلکہ دلوں کو فتح کرتی ہے اور حیات نو عطا کرتی ہے۔ اس ذریعہ تربیت کو دنیا میں جس وجود نے سب سے زیادہ مؤثر رنگ میں استعمال کیا وہ ہمارے پیارے آقا رسول عربی ﷺ ہیں۔

☆ صحیح بخاری میں ایک روایت آتی ہے کہ ایک دفعہ ایک اعرابی مسجد نبوی میں آیا وہ آداب مساجد سے ناواقف تھا۔ وہ مسجد کے ایک حصہ میں بیٹھ کر پیشاب کرنے لگا۔ لوگوں نے اس اعرابی کو سرزنش کی کہ یہ کیا کرتے ہو۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس وقت مسجد میں تشریف فرما تھے آپ نے

فوری طور پر اپنے صحابہ کو منع فرمایا اور اس اعرابی کو پیشاب کرنے دیا ۔ جب وہ فارغ ہو چکا تو آپ نے پانی کا ایک ڈول لانے کا حکم دیا۔ جو آپ کے حکم سے اس جگہ پر بہادیا گیا۔ یہ عملی اقدام مکمل ہونے کے بعد آپ نے صحابہ کو نصیحت فرمائی کہ تم لوگ دنیا میں آسانی اور نرمی پیدا کرنے کے لئے بھیجے گئے ہو نا کہ لوگوں پر سختی اور تنگی پیدا کرنے کے لئے۔ صحابہ کو درس نصیحت دینے کے بعد آپ اس اعرابی کی طرف متوجہ ہوئے اور اسے بلا کر فرمایا کہ دیکھو مسجدیں اللہ تعالیٰ کی یاد اور ذکر کے لئے ہوتی ہیں ان میں پیشاب کرنا منع ہے۔

(بخاری کتاب الوضوء)

یہ ایک واقعہ اپنے اندر حسن تربیت کے بہت سے پہلو رکھتا ہے۔ حضور نے اس اعرابی کو ڈانٹا نہیں کہ وہ غیر مسلم تھا اور آداب مسجد سے ناواقف۔ صحابہ کو آرام سے منع فرمایا کہ پیشاب کرتے ہوئے شخص کو روکنا نقصان دہ ہو سکتا ہے مساجد کی صفائی کا طریق بھی بتادیا اور صحابہ کو عین اس موقعہ پر رفق اور نرمی کی نصیحت کی اور وہ جو ناواقف تھا اسے بھی مسجد کے تقدس سے آگاہ فرمایا۔ تربیت کا کوئی گوشہ بھی اس معلم اخلاق کی نظر سے اوجھل نہیں رہا۔ (جاری)

QURESHI ASSOCIATES

Manufacturer-Exporter-Importer of High Quality Leather, Silk & Cotton Garments, Indian Novelties & All Kinds of Indian Products :-

Contact Person :
M. S. Qureshi
Prop.
Ph. : 0091 - 11 - 3282643
Fax : 0091 - 11- 3263992

Postal Address :
4378/4B Ansari Road
Darya Ganj
New Delhi - 110002
India

نویں قسط

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے

﴿عطاالٰہی احسن غوری قادیان﴾

تعارف براہین احمدیہ

پچھلی قسط میں یہ بیان چل رہا تھا کہ انبیاء کی پیشگوئیوں کی بنا الہام الٰہی ہوتی ہے اور ان میں صریح طور پر ایک اقتدار نظر آتا ہے اور ان میں ایک عظمت اور شان ہوتی ہے۔ ان کی پیشگوئیاں کاہن اور رمالوں کی طرح نہیں ہوتیں جو کہ محض اٹکل سے کام لیتے ہیں۔اب دیکھو کہ خدا تعالیٰ کیسی کمزوری کی حالت میں اپنے ایک بندے کو یہ خبر دیتا ہے کہ عنقریب دنیا تیرے قدموں میں ڈال دی جائیگی اور حال یہ ہوتا ہے کہ وہ گمنامی میں پڑا ہوتا ہے اور پھر اس کو قرآن جیسی کتاب دی جاتی ہے اور ساتھ یہ خبر دی جاتی ہے کہ اس کتاب میں حکمت، معرفت، بلاغت اور فصاحت کے دریا بہادئے گئے ہیں اور کوئی شخص ایسا نہیں جو کسی بھی جہت سے اس کتاب کا مقابلہ کر سکے پس دیکھو کہ کس شان سے خدا کا کلام پورا ہوتا ہے کہ آج تک کوئی بھی ایسا نہیں جو اس کتاب کے مقابلہ پر اور اس کی تعلیم اور علوم کے مقابلہ پر کوئی اور نئی کتاب پیش کر سکے۔ یہ سب خبریں ایسی ہوتی ہیں کہ جن کے ساتھ اقتدار اور قدرت الوہیت شامل ہے۔ یہ نہیں کہ نجومیوں کی طرح صرف ایسی خبریں ہوں کہ زلزلے آویں گے قحط پڑینگے وغیرہ وغیرہ۔ اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ کوئی پادری پنڈت یہ سوچتا ہو کہ اگر خدا تعالیٰ نے امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ برکتیں دی ہیں تو یہ برکتیں کہاں ہیں اور کیوں نظر نہیں آتیں تو اس کی تسلی کے لئے ہم ذمہ دار ہیں۔اور وہ اگر واقعی سچے دل سے اور راستی سے خدا کا طالب ہے تو اس پر لازم ہے کہ وہ تمام تکبروں اور ضدوں اور خصومتوں سے نکلی پاک ہو کر سیدھا ہمارے پاس چلا آوے اور پھر صبر اور برداشت کے ساتھ صادق لوگوں کی طرح رہے تو وہ اپنے مطلب کو پا لیوے گا اور ضرور کوئی نشان اسلام اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کا دیکھ لیگا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بعض لوگ یہ وسوسہ پیش کرتے ہیں کہ جب نبیوں کے شامل حال اقتدار اور خدا تعالیٰ کی مدد ہوتی ہے تو پھر کیوں وہ اس قدر مصائب اور مشکلات میں ڈالے جاتے ہیں اور کیوں ستائے جاتے ہیں۔ اس کے جواب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

... غرض خدائے تعالیٰ کا ارادہ انبیاء اور اولیاء کی نسبت یہ ہوتا ہے کہ ان کے ہر قسم کے اخلاق ظاہر ہوں اور بہ پایہ ثبوت پہنچ جائیں۔ سو خدائے تعالیٰ اسی ارادے کو پورا کرنے کی غرض سے ان کی نورانی عمر کو دو حصہ پر منقسم کر دیتا ہے۔ ایک حصہ تنگیوں اور مصیبتوں میں گزرتا ہے اور ہر طرح سے

دکھ دیئے جاتے ہیں اور ستائے جاتے ہیں۔ تاوہ اعلیٰ اخلاق ان کے ظاہر ہو جائیں کہ جو بجز سخت تر مصیبتوں کے ہرگز ظاہر اور ثابت نہیں ہو سکتے۔ اگر ان پر وہ سخت تر مصیبتیں نازل نہ ہوں۔ تو یہ کیونکر ثابت ہو کہ وہ ایک ایسی قوم ہے کہ مصیبتوں کے پڑنے سے اپنے مولیٰ سے بے وفائی نہیں کرتے بلکہ اور بھی آگے قدم بڑھاتے ہیں۔ اور خداوند کریم کا شکر کرتے ہیں کہ اس نے سب کو چھوڑ کر انہیں پر نظر عنایت کی۔ اور انہیں کو اس لائق سمجھا کہ اس کے لئے وہ اس کی راہ میں ستائے جائیں۔ سو خدا تعالیٰ ان پر مصیبتیں نازل کرتا ہے تا ان کا صبر، ان کا صدق قدم، ان کی مردی، ان کی استقامت، ان کی وفاداری، ان کی فتوت شعاری لوگوں پر ظاہر کرکے الاستقامت فوق الکرامت کا مصداق ان کو ٹھہراوے۔ کیونکہ کامل صبر بجز کامل مصیبتوں کے ظاہر نہیں ہو سکتا۔ .... اور دوسرا حصہ انبیاء اور اولیاء کی عمر کا فتح میں، اقبال میں، دولت میں بمرتبہ کمال ہوتا ہے تا وہ اخلاق ان کے ظاہر ہو جائیں کہ جن کے ظہور کے لئے فتحمند ہونا، صاحبِ اقبال ہونا، صاحب دولت ہونا، صاحب اختیار ہونا، صاحب اقتدار ہونا، صاحب طاقت ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ اپنے دکھ دینے والوں کے گناہ بخشنا اور اپنے ستانے والوں سے درگذر کرنا اور اپنے دشمنوں سے پیار کرنا اور اپنے بد اندیشوں کی خیر خواہی بجالانا۔ دولت سے دل نہ لگانا، دولت سے مغرور نہ ہونا، ... یہ سب اخلاق ایسے ہیں کہ جن کے ثبوت کے لئے صاحب دولت اور صاحب طاقت ہونا شرط ہے۔ اور اسی وقت بہ پایہ ثبوت پہنچتے ہیں کہ جب انسان کے لئے دولت اور اقتدار دونوں میسر ہوں۔ پس چونکہ بجز زمانہ مصیبت وادبار و زمانہ دولت واقتدار یہ دونوں قسم کے اخلاق ظاہر نہیں ہو سکتے۔ اس لئے حکمت کاملہ ایزدی نے تقاضا کیا کہ انبیاء اور اولیاء کو ان دونوں طور کی حالتوں سے جو ہزار ہا نعمتوں پر مشتمل ہیں متمتع کرے۔"

(ص 277 تا 284)

بعض انبیاء میں یہ دونوں حالتیں مخفی طور پر ظہور پزیر ہوتی ہیں اور بعض میں کامل درجہ پر ظہور پزیر ہوتی ہیں اور ان میں سب سے اول ہمارے پیارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں کیونکہ آپ پر یہ دونوں حالتیں پورے کمال کے ساتھ وارد ہوئیں اور اس طرح اور اس ترتیب کے ساتھ آئیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق فاضلہ سورج کی طرح روشن ہو گئے اور مضمون انک لعلیٰ خلق عظیم اپنے ثبوت کو پہنچ گیا۔

وسوسۂ نہم

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ بعض برہمو سماج والے الہام میں یہ نقص بھی بیان کرتے ہیں کہ وہ تحقیق کی راہ اور کامل معرفت کی راہ میں روک ہے۔ کیونکہ بندہ الہام پر ہی انحصار کرکے بیٹھ جاتا ہے کہ یہ بات ہماری کتاب میں جائز ہے اور یہ ناجائز ہے اور اس طرح عقلی حواس بوجہ عدم استعال کے بالکل مفقود ہوتے ہیں۔ حضور فرماتے ہیں کہ یہ وسوسہ بھی برہمو سماج والوں کی بدفہمی کا نتیجہ ہے۔ حالانکہ الہام ہی ہے جو عقل کو اور تیز کرتا ہے اور روشن کرتا ہے بلکہ عقل تو اس کے بغیر اندھی ہے۔ جس طرح آنکھ کی بینائی سورج کی روشنی کے بغیر کچھ کام کی نہیں اور آنکھ کے فوائد آفتاب کے نور سے ہی کھلتے ہیں اور اگر وہ نا ہو تو بینائی اور نابینائی میں کچھ فرق باقی نہیں رہتا اسی طرح بصیرت عقلی کی خوبیاں بھی

صرف الہام کے ذریعہ سے ہی کھلتی ہیں۔ کیونکہ وہ عقل کو ہزار ہا طور کی سرگردی سے بچا کر فکر کرنے کے لئے نزدیک کا راستہ بتلا دیتا ہے اور جس راہ پر چلنے سے جلد تر مطلب حاصل ہو جائے وہ راہ بتا دیتا ہے۔ پس الہام تو خود عقل کو پختہ کرنے کی تاکید کرتا ہے۔ پس ان کو عقلی ترقیات کے لئے دوہری کشش کھینچتی ہے۔ ایک تو فطرتی جوش ہوتا ہے جو ہر انسان میں بالطبع موجود ہوتا ہے دوسرا الہام اس آتش شوق کو دوبالا کر دیتا ہے۔ قرآن مجید میں بھی فکر اور نظر کی مشق کے لئے بڑی بڑی تاکیدیں ہیں یہاں تک کہ قرآن مجید میں مومنوں کی علامت ہی یہی ٹھہرادی ہے کہ وہ ہمیشہ زمین و آسمان کے عجائبات میں فکر کرتے رہتے ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

ان فی خلق السموت والارض واختلاف الیل والنھار لایات لاولی الالباب الذین یذکرون اللہ قیاما وقعودا وعلیٰ جنوبہم ویتفکرون فی خلق السموت والارض۔ ربنا ما خلقت ہذا باطلا (سورۃ اٰل عمراٰن:191,192)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

غرض خدا کا سچا اور کامل الہام عقل کا دشمن نہیں ہے۔۔۔ بلکہ دقائق الٰہیات میں کہ جو نہایت مخفی اور عمیق ہیں۔ عقل ضعیف انسانی کا وہی ایک ہادی اور رہبر ہے۔ پس ظاہر ہے کہ اس کی طرف رجوع کرنا عقل کو بیکار نہیں کرتا۔ بلکہ عقل کو ان باریک بھیدوں تک پہنچاتا ہے جن تک خود بخود پہنچنا عقل کے لئے سخت مشکل تھا۔ سو الہام حقیقی سے یعنی قرآن شریف سے عقل کو سراسر فائدہ اور نفع پہنچتا ہے نہ زیاں اور نقصان اور عقل بذریعہ الہام حقیقی خطرات سے بچ جاتی ہے نہ یہ کہ خطرات میں پڑتی ہے۔" (جاری)

(بقیہ فی رحاب تفسیر القرآن)

دین کے لئے کسی قسم کی تکلیف برداشت نہیں کی ہوتی۔ اور پھر وہ مذہبی تعلیم سے بھی بہت حد تک ناواقف ہوتے ہیں اس لئے ان کے اندر کئی قسم کے بگاڑ پیدا ہو جاتے ہیں۔ وہ منہ سے تو بے شک ہر قسم کے عقائد کا اظہار کرتے ہیں مگر ان کا عمل اپنے دعویٰ کے مطابق نہیں ہوتا۔ اور وہ دین میں داخل ہوتے ہوئے بھی دین کی عائد کردہ پابندیوں سے اپنے آپ کو آزاد سمجھتے ہیں۔ اور اس طرح قومی تنزل کا بیج پرورش پانے لگتا ہے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بھی اپنی معرفت کی آنکھ سے اس بیج کو دیکھا اور انہوں نے اس کے ازالہ کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرنی شروع کر دیں اور ساتھ ہی اس امید کا بھی اظہار کیا کہ میرا رب میرا ساتھ دیگا۔ اور وہ میری اس بشری کمزوری کو نظر انداز کرتے ہوئے کہ کوئی ایک انسان ہزاروں لوگوں کی تربیت نہیں کر سکتا۔ اپنے فضل سے خود ہی ایسے سامان پیدا فرمادیگا کہ جن کے نتیجہ میں آنے والوں کی تربیت ہوتی رہے اور وہ اخلاص اور فدائیت کی روح کے ساتھ اس کے دین کے جھنڈے کو ہمیشہ بلند رکھیں۔" (تفسیر کبیر جلد 7 ص 79-178)

C. K. ALAVI
RABWAH WOOD INDUSTRIES
Dealers In :
ROUND TIMBER, TEAK POLES
SWAN SIZES, FIRE WOOD
&
Manufacture of :
WOODERS FURNITURE DOORS
WINDOWS
Mahdi Nagar, Vaniyambalam
Distt. Malappuram, KERALA
Pin - 679339

اے قادیاں دارالاماں!

اے قادیاں دارالاماں اونچا رہے تیرا نشاں
عرفان و حکمت کی مچلتی آبشاروں کے وطن
اخلاق اور ایمان کی روشن بہاروں کے وطن
اے مصطفیٰؐ کے دیں کے سچے جاں نثاروں کے وطن
تیری شجاعت کے ترانے گا رہا ہے آسماں
اے قادیاں دار الاماں اونچا رہے تیرا نشاں
تیرا ہر اک پیغام ہے معمورِ نور زندگی
تیری فضاؤں سے برستا ہے سرور زندگی
ظلمت کے ماروں کے لئے بے مثل طورِ زندگی
تیرا ہر اِک جلوہ ہے پیغامِ بہارِ جاوداں!
اے قادیاں دارالاماں اونچا رہے تیرا نشاں
ہر اِک زباں پر آج ہے بیتاب افسانہ تیرا
ہے مرجع اقوامِ عالم آج میخانہ ترا
فرزانگی پر چھا گیا اُٹھا جو دیوانہ ترا

ہر دوڑ میں، ہر راہ میں آگے ہے تیرا نوجواں
اے قادیاں دارالاماں اونچا رہے تیرا نشاں

پھر چہرۂ اسلام پر نورانیت سی آگئی
حق کھل اٹھا اس شاں سے باطل کی کلی مرجھا گئی
ہر قول پر ہر فعل پر یزدانیت سی چھا گئی
المختصر تو نے بدل ڈالے ہیں اندازِ جہاں!
اے قادیاں دار الاماں اونچا رہے تیرا نشاں

دشمن تیری روحانیت کی تاب لا سکتا نہیں
اس شمع نورانی کو پھونکوں سے بجھا سکتا نہیں
باطل پر اتنے ٹھاٹھ سے اب کوئی چھا سکتا نہیں
یہ تو ہے جس کے نور سے حیران ہیں تاریکیاں
اے قادیاں دار الاماں اونچا رہے تیرا نشاں

فردوس کو تیری بہاروں میں بسایا جائیگا
چنگاریوں کو دے کے لو شعلے بنایا جائیگا
اقصائے عالم میں ترا ہی گیت گایا جائیگا
وہ دن نہیں ہیں دور کچھ از فضلِ ربِ دو جہاں
اے قادیاں دارالاماں اونچا رہے تیرا نشاں

(ثاقب زیروی) (بشکریہ الناصر جرمنی)

من الظلمات الی النور

(اندھیروں سے اجالے کی طرف)

(محترم بشیر احمد آرچرڈ صاحب کے قبول اسلام احمدیت کی دلچسپ وایمان افروز داستان ھدیہ قارئین کی جاتی ہے۔

(از قلم: محترم عبدالرحمٰن صاحب دہلوی)

آج سے اٹھاون سال قبل ۹ جنوری ۱۹۴۲ء کو نماز جمعہ سے قبل قادیان دارالامان کی مسجد اقصیٰ میں اعلان کیا گیا کہ جو لوگ فوج میں بھرتی ہونے کے خواہشمند ہوں وہ نماز عصر کے بعد ریلوے اسٹیشن پر پہنچ جائیں۔ میں وقت مقررہ پر وہاں پہنچ گیا جہاں اور جوان بھی بھرتی ہونے کے لئے جمع تھے۔ مولوی ظہور الحسن صاحب ہم سب کو لیکر جالندھر پہنچے۔ میں فنر کے طور پر بھرتی ہونا چاہتا تھا لیکن ریکروٹنگ آفیسر نے مجھے سپاہی کلرک بھرتی کیا اور آئی اے او سی ٹریننگ سینٹر جبل پور بھیج دیا جہاں سات ہفتے کی فوجی اور دفتری ٹریننگ کے بعد ملیر کینٹ کراچی کی یونٹ آرڈیننس فیلڈ پارک میں تعینات کر دیا گیا۔

فیلڈ پارک کی کمپنی سمندر پار جانے کے لئے تیار تھی اور میں میدان جنگ میں جانے کے لئے مضطرب لیکن وائے حسرت کہ کمپنی تو میدان جنگ کے لئے روانہ ہو گئی لیکن مجھے میری تحریری درخواست کے باوجود ہندوستان میں چھوڑ دیا گیا اور کمپنی کے ایک سیکشن میں مجھے بہ یک وقت حوالدار میجر کوارٹر ماسٹر اور کلرک کی خدمات انجام دینی پڑیں اور صحیح معنوں میں میری فوجی اور محکمانہ تربیت اس سیکشن میں ہوئی۔

ستمبر 1947ء میں اس فیلڈ پارک کمپنی کے دو حصے کر دیئے گئے جن میں سے ایک حصہ برما کی ریاست منی پور کے دار الخلافہ امفال جانے کے لئے نامزد ہوا اور ایک ہندوستان میں چھوڑ دیا گیا جو حصہ امفال جانے والا تھا مجھے اس کا ہیڈ کلرک بنا دیا گیا۔ ہمارا سیکشن کانوائے کی صورت میں دیماپور کے راستے امفال پہنچا۔ پندرہ بیس دن کے سفر کے بعد جب ہم امفال پہنچے تو ہمیں ایک گاؤں یری پوک Yeri pok میں قیام کرنا پڑا۔ جہاں ہم سے پہلے ایک اور ٹینک بریگیڈ مقیم تھا۔ ہمیں بھی ان کے ساتھ شامل کر دیا گیا مگر ہمارا سیکشن جداگانہ طریق پر مصروف عمل رہا۔ یہاں تک کہ جنرل ہیڈ کوارٹر دہلی نے ہماری کمپنی کو دوسری کمپنی میں مدغم کر دیا۔

جس کمپنی کے ساتھ ہم نے اشتراک کیا اس میں ایک انگریز لیفٹیننٹ تھے جن کا نام جان برین آرچرڈ تھا یہ پہلے ڈوگرہ رجمنٹ میں تھے اس کے بعد آئی اے او سی میں متصل ہو گئے تھے۔ یہ افسر ہر ہفتہ اپنے والد کو انگلینڈ چھ سات صفحہ کا ایک خط لکھا کرتے تھے جس میں وہ ہندوستان کی تاریخ مرتب کیا کرتے تھے غالباً ان کا ارادہ ہندوستان کی تاریخ شائع کرنے کا تھا۔ جب 1944 میں جاپانیوں نے اتحادیوں پر سخت حملہ کر دیا اور امفال کو گھیرے میں لے لیا ان ایام کی ایک شام کا ذکر ہے کہ میں گارڈ کمانڈر تھا لیفٹیننٹ آرچرڈ اپنے بنکر سے باہر نکلے میں نے ان کو سلیوٹ کیا اور ان سے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ ہندوستان کی تاریخ لکھ رہے ہیں لیکن آپ کی تاریخ اس وقت تک نامکمل رہیگی جب تک آپ ہندوستان کی سرزمین پر ہونے والے اس اہم واقعہ کا ذکر نہ کریں انہوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ وہ واقعہ کیا ہے۔ میں نے جواب دیا کہ مسیح نے عہد نامہ میں جو وعدہ کیا تھا وہ پورا ہوا یعنی مسیح نے کہا تھا اس وقت کا انتظار کرو

کہ میں دوبارہ آؤں لہٰذا مسیح ہندوستان کے ایک گاؤں میں آگیا ہے آپ اس واقعہ کو اپنی تاریخ میں ضرور بیان کریں۔

انہوں نے جواب دیا کہ اس وقت تو میں حاضری پر جا رہا ہوں کیونکہ میں آفیسر آف دی ڈے ہوں پھر کسی وقت بات کرونگا۔ کیونکہ آپ کی بات میری سمجھ میں نہیں آئی۔ اس کے بعد وہ شام کی رول کال سے فارغ ہو کر میرے پاس آئے اور انہوں نے بہت سے سوالات کئے انہوں نے احمدیہ لٹریچر پڑھنے میں اپنی دلچسپی بیان کی چونکہ اس وقت فوج میں تبلیغ منع تھی اور آج بھی ہے لہٰذا میں نے ان سے کہا ہماری جماعت کے مبلغین میں سے ایک مبلغ ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب ہیں آپ ان سے خط و کتابت کریں وہ آپ کو نہ صرف پڑھنے کے لئے لٹریچر دیں گے بلکہ آپ کے شکوک و شبہات کو بھی دور کر دینگے۔ آرچرڈ صاحب نے کہا کہ اچھا میرا تعارف ان سے کروا دو۔

میں نے قادیان حضرت مفتی محمد صادق صاحب کی خدمت میں تحریر کیا کہ برائے مہربانی آپ لیفٹیننٹ آرچرڈ کو ایک جلد اسلامی اصول کی فلاسفی اور ایک جلد احمدیت یا حقیقی اسلام روانہ کر دیں کتابوں کی قیمت اور ڈاک خرچ میں ادا کرونگا۔ تقریباً ایک ڈیڑھ ہفتہ کے بعد مسٹر آرچرڈ صاحب کو مفتی صاحب کی طرف سے خط و کتابوں کا پارسل موصول ہوا۔ جس کا انہوں نے مجھ سے تذکرہ کیا اور اس کے بعد انہوں نے کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی کا مطالعہ شروع کر دیا۔

ایک روز مسٹر آرچرڈ اسلامی اصول کی فلاسفی کے مطالعہ میں مصروف تھے میں ادھر سے گذرا انہوں نے مجھ سے باتیں شروع کر دیں اور کہا کہ اسلام کی تعلیم تو اچھی ہے مگر ایک بات بری ہے کہ اسلام عیسائیت پر بہت حملے کرتا ہے جواباً میں نے عرض کیا کہ اب آپ کا فرض ہے کہ آپ اس بات کی تحقیق کریں کہ اسلام کے یہ حملے صحیح ہیں یا غلط۔ اتنے میں ایک اور مسلمان لیفٹیننٹ محمد غفار علوی جو بعد میں پاکستان آرمی سے میجر کے عہدہ سے ریٹائر ہوئے ادھر آنکلے۔ مسٹر آرچرڈ نے ان سے بھی باتیں شروع کر دیں اور ان سے بھی مذکورہ سوال دوہرایا انہوں نے جواب دیا کہ یہ باتیں عبدالرحمٰن سے ہی پوچھ لیں یہی آپ کو بتائیگا میں نے کہا کہ اگر کوئی شخص چور ہو تو اسے چور کہنا حملہ کرنا نہیں بلکہ امر واقعہ کا اظہار ہے ہاں کسی ایسے شخص کو چور کہنا جو چور نہ ہو الزام اور حملہ ہے اور ایسا نہیں کرنا چاہئے۔ اب آپ اس کتاب کو اس نظریہ کے تحت مطالعہ کریں کہ اسلام عیسائیت کے بارہ میں جو کہتا ہے وہ حقیقت ہے یا نہیں اگر حقیقت ہے تو اس کو حملہ نہیں کہہ سکتے اور اگر حقیقت نہیں تو واقعی حملہ ہے اور اسلام کو ایسا نہیں کرنا چاہئے۔

ایک دن لیفٹیننٹ آرچرڈ نے مجھے کہا کہ کیا تم مجھے اردو پڑھا دوگے میں نے جواب دیا کہ دفتر کے وقت تو میں کچھ نہیں کر سکتا ہاں اگر آپ صبح پی ٹی کے وقت چاہیں تو میں ایسا کر سکتا ہوں چنانچہ میرے سیکشن آفیسر کیپٹن راجیندر سنگھ نے مجھے اجازت دے دی اور میں نے مسٹر آرچرڈ کو اردو پڑھانی شروع کر دی۔ ایک روز لیفٹیننٹ صاحب نے مجھ سے کہا کہ تمہاری جماعت دنیا کی فلاح و بہبود کے لئے بہت کچھ کر رہی ہے مثلاً یہی کہ اتنا لٹریچر مفت تقسیم کرتی ہے کیا میں اس کا ممبر بن سکتا ہوں؟ میں نے کہا شوق سے۔ کہنے لگے کہ مگر میں مسلمان نہیں ہوں گا۔ میں نے جواباً کہا کہ آپ اس جماعت میں داخل ہونگے تو پہلی چیز جس کا آپ کو اقرار کرنا پڑیگا وہ یہ ہے: اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له واشهد ان محمداً عبده ورسوله اور جو شخص اس کلمہ کو پڑھ کر اس کا اقرار کریگا وہ مسلمان ہوتا ہے تو کہنے لگے کہ میں پھر اس جماعت میں

داخل نہیں ہوتا اگر میں اس جماعت کی کچھ روپیہ سے مدد کرنا چاہوں تو کیا میرا روپیہ قبول کیا جائیگا میں نے کہا یقیناً اس پر وہ بولے میں سو روپیہ دینا چاہتا ہوں۔

ایک صبح جب وہ مجھ سے اردو کا سبق لے رہے تھے تو باتوں باتوں میں آواگون کا ذکر آگیا کہنے لگے میں اس مسئلہ کا قائل ہوں۔ میں نے ایک مثال پیش کی کہ اگر ایک سپاہی کوئی غلطی کرے اور اس کی پاداش میں اس کو کوئی سزا دی جائے لیکن سزا دینے سے قبل اس کو مسمرائز کر دیں (کیونکہ لیفٹینٹ صاحب مسمریزم کے ماہر تھے) اور اس کی سزا بھگتنے کے بعد اگر آپ مسمریزم کا وہ اثر اس کے دماغ سے دور کر دیں تو کیا اس سپاہی کو سزا دینا کوئی عقلمندی کی بات ہے یا اس سزا کا کوئی معقول نتیجہ نکل سکتا ہے کہنے لگے کہ نہیں۔ میں نے کہا بس یہی حالت آواگون کی ہے اگر کوئی شخص یہ جانتا کہ وہ پچھلے جنم میں کیا تھا اور جس گناہ پا پ کے بدلہ میں موجودہ جون اختیار کی گئی ہے تو پھر خدا تعالیٰ کا یہ فعل درست تھا لیکن موجودہ صورت میں جب کہ کسی ذی روح کو اپنی گذشتہ جون کی نیکی یا بدی کا کوئی علم نہیں خداوند تعالیٰ کا یہ فعل عبث ٹھہرتا ہے؟ وہ اسی وقت بول اٹھے بس بس میں سمجھ گیا آواگون کا مسئلہ غلط ہے۔

برما میں قیام کے دوران ایک دفعہ ملٹری کا آرڈر آیا کہ انگریز فوجی جو ہندوستان میں چھٹی گذارنا چاہتے ہوں وہ اٹھائیس روز کی چھٹی پر ہندوستان جا سکتے ہیں ایک دن مسٹر آرچرڈ میرے پاس آئے اور کہنے لگے میں ہندوستان چھٹی پر جا رہا ہوں میں نے دریافت کیا کہ ہندوستان چھٹی کہاں پر گذاریں گے کہنے لگے میرا ایک ہندو دوست ہے وہ ڈوگری رجمنٹ میں ہے اور خورجہ میں رہتا ہے اس کے مکان پر۔ میں نے کہا یہ تو بہت اچھا موقعہ ہے آپ قادیان بھی دیکھتے آئیں مگر انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ دوسرے روز صبح جب میں انہیں اردو پڑھانے گیا تو پھر قادیان کا تذکرہ ہوا کہنے لگے کہ خورجہ (دہلی) سے قادیان تک اگر فرسٹ کلاس کا کرایہ دلوادو تو میں چلا جاؤنگا میں نے عرض کیا کہ آپ ریلوے کا پاس بنوا لیجیے خورجہ کے قادیان تک کا ہوا لیں کہنے لگے پاس تو بن چکا ہے میں نے کہا کہ میں اسے منسوخ کروا کر دوسرا بنوا دیتا ہوں۔ بولے کہ میں کسی کو یہ بتانا نہیں چاہتا کہ میں قادیان جا رہا ہوں میں نے عرض کیا کہ اچھا وہ سو روپیہ جو آپ انجمن احمدیہ کو دے رہے تھے آپ اس سے پاس خرید لیں اس پر ہنستے ہوئے بولے کہ اس کا مطلب تم روپیہ دینا نہیں چاہتے۔ پھر انہوں نے دریافت کیا کہ قادیان میں میرے قیام کا کیا بندوبست ہو گا۔ میں نے عرض کیا کہ اگر آپ دیسی کھانا اور رہائش پسند فرمائیں تو مفتی محمد صادق صاحب کے مکان پر بندوبست کر دیا لیکن اگر آپ انگلش کھانا اور رہائش پسند فرمائیں تو چوہدری سر ظفر اللہ خان صاحب کے مکان پر آپ کا بندوبست ہو جائیگا۔ (بعد میں معلوم ہوا کہ انہوں نے مہمان خانے کی رہائش کو ترجیح دی اور وہیں قیام کیا)۔

لیفٹینٹ صاحب نے مجھے اپنا پروگرام دے دیا جو میں نے حضرت مفتی صاحب کی خدمت میں ارسال کر دیا۔ میں نے مفتی صاحب سے یہ درخواست بھی کی کہ وقت مقررہ پر کسی آدمی کو ریلوے اسٹیشن پر بھیج دیں آرچرڈ صاحب کے پروگرام کے مطابق ان کو صبح کے وقت قادیان پہنچنا تھا مگر کسی غلط فہمی کی بنا پر وہ بارہ گھنٹے قبل شام کی گاڑی سے قادیان پہنچ گئے۔ اور اسٹیشن پر کسی خادم سے انہوں نے مفتی صاحب کے مکان کا پتہ دریافت کیا اس سعادت مند لڑکے نے آرچرڈ صاحب کو اپنے ہمراہ لیا اور مفتی صاحب کے مکان پر پہنچا دیا۔ آرچرڈ صاحب صرف ایک دن کے لئے قادیان گئے تھے مگر غالباً انہوں نے ایک ہفتہ قیام کیا اس کے بعد وہ خورجہ گئے اور پھر

وہاں سے واپس برما اپنی کمپنی آرڈیننس فلیڈ پارک میں پہنچے۔
اگلی صبح میں انہیں اردو پڑھانے گیا اور ان کے سفر کے حالات دریافت کئے اور قادیان کے متعلق بھی۔ انہوں نے بتایا کہ کس طرح وہ غلطی سے پروگرام سے بارہ گھنٹے قبل قادیان پہنچ گئے اور ایک اجنبی لڑکے نے مفتی صاحب کے گھر تک ان کی رہنمائی کی یہ پہلا اثر میری طبیعت پر ہوا کہ ہندوستان میں تو ایسا نہیں ہوتا کہ کسی نوجوان سے راستہ پوچھا جائے تو وہ پوچھنے والے کے ہمراہ جاکر مسافر کو اس کی منزل مقصود تک پہنچا دے۔ دوسری بات یہ بتلائی کہ وہ ایک خیاط کی دوکان (مرزا مہتاب بیگ مالک احمدیہ درزی خانہ) پر گئے اور وہاں جاکر کپڑے کی قیمت دریافت کی جو دوکان دار نے درست بتائی ورنہ عام ہندوستانی دوکانداروں کی ذہنیت یہ ہوتی ہے کہ وہ انگریزوں بالخصوص فوجیوں کو اشیاء کی قیمت بہت زیادہ بتاتے ہیں۔ آرچرڈ صاحب نے دو قمیصوں کا کپڑا لیا اور سینے کے لئے دے دیا۔ پھر درزی نے اپنے وعدہ کے مطابق کپڑا سی کر ٹھیک وقت پر دے دیا۔ انہوں نے تعریفی الفاظ میں کہا کہ اس چیز نے میری طبیعت پر بہت اچھا اثر ڈالا ہے کہ یہ لوگ دنیوی کاروبار میں بھی کتنی صداقت سے کام لیتے ہیں جو ہندوستان میں کسی اور جگہ میرے دیکھنے میں نہ آیا۔
میں نے دریافت کیا کہ قادیان میں جن لوگوں سے آپ کی ملاقات ہوئی ان میں سے کسی کا ذکر کیجئے کہ کیسے لوگ ہیں بولے کہ میں تو جس کسی سے ملا ایک کو دوسرے سے زیادہ اعلیٰ و ارفع ہی پایا۔ میں نے کہا حضرت امیر المؤمنین سے بھی ملاقات ہوئی انہوں نے جواب دیا کہ انہیں فرصت نہیں تھی اس وجہ سے صرف ایک گھنٹہ ملاقات ہو سکی۔
مسٹر آرچرڈ اپنے ساتھ احمدیہ جماعت کی کچھ کتب قادیان سے لائے تھے جن کا مطالعہ وہ کرتے رہتے تھے وہ مسمریزم کے ماہر تھے۔ راتوں کو آرمی کے آفیسر خوب شرابیں پیتے اور جوا کھیلتے تھے جس میں یہ بھی شامل ہوتے تھے ایک دن پردہ پر گفتگو ہوئی۔ کہنے لگے پردہ اسلام میں ایک بیکار سی چیز ہے۔ میں نے بتایا کہ یہ تو اسلام کے خدا کا ہم پر بہت احسان ہے کہ اس نے پردہ کا حکم دیا ورنہ جس طرح گرجاؤں میں دعاؤں کے وقت جوان لڑکے اور لڑکیاں عشقیہ خطوط ایک دوسرے سے تبدیل کرتے ہیں ہم بھی یہی کرتے۔ علاوہ ازیں یورپ اور امریکہ جہاں پردہ نہیں ہے وہاں عفت اور پاکدامنی کے الفاظ سے بھی کوئی آشنا نہیں ہے۔ وہ تو صرف یہ جانتے ہیں کہ فریقین ایک دوسرے سے راضی ہوں اور بس۔ اس کے علاوہ اس قدر طلاقیں اور ان طلاقوں کا باعث صرف عورت اور مرد کے بے حجابانہ ملنا ہے۔ ایک دن مجھ سے کہنے لگے عبدالرحمٰن مجھے تمہاری زندگی پر رشک آتا ہے کہ نہ تم سگریٹ پیتے ہو نہ شراب نہ جوا کھیلتے ہو نہ تاش سے دل بہلاتے ہو اور آرام سے رات کو سوتے ہو میں تو رات کے دو دو بجے تک جاگتا رہتا ہوں۔ میں نے جواب دیا کہ میری زندگی تو کوئی ایسی قابل تعریف نہیں ایک مسلمان کی زندگی تو بہت ارفع اور اعلیٰ ہونی چاہئے اور ہوتی بھی ہے میں تو ایک ادنیٰ درجہ کا مسلمان ہوں۔
اس وقت حالات کچھ اس قسم کے وقوع میں آئے کہ جن کی بنا پر لیفٹیننٹ آرچرڈ کو آفیسرز سلیکشن بورڈ کلکتہ کے سامنے دوبارہ پیش ہونا پڑا شائد انہوں نے ڈوگرہ رجمنٹ میں جانا چاہا ہو میں نے اس بارہ میں کبھی ان سے دریافت نہیں کیا۔ اس دوران جب وہ کلکتہ میں تھے انہوں نے وہاں جماعت احمدیہ کے دفتر کا پتہ چلا لیا وہ دفتر میں جاکر کافی دیر تک بیٹھے رہتے اور جماعت کے لٹریچر کا مطالعہ کرتے رہتے۔ نیز احمدیوں سے بات چیت کرکے سلسلہ کے متعلق تحقیقات کرتے۔ کلکتہ سے واپسی پر وہ 255 ٹینک بریگیڈ آرڈیننس میں تبدیل ہوگئے جس کی وجہ سے میرے اور ان کے آفیسر اور ماتحتی کے تعلقات

منقطع ہو گئے۔

چونکہ 255 ٹینک بر گیڈ بھی برما کے محاذ پر مصروف عمل تھا آرچرڈ صاحب ایک شام میرے دفتر میں آئے میں اور دوسرے کلرک کثرت کار کے باعث ابھی تک دفتر میں کام میں مصروف تھے۔ انہوں نے مجھ سے دریافت کیا کس وقت کام ختم کروگے؟ میں نے کہا کیوں؟ کہنے لگے مجھے اکیلے میں تم سے گفتگو کرنی ہے میں نے جواب دیا کام بعد میں ختم کرلونگا پہلے آپ سے بات کرلوں۔ وہ مجھے دور فاصلے پر لے گئے اور بولے عبدالرحمن مجھ پر یہ ظاہر ہو گیا ہے کہ احمدیت ہی سچا مذہب ہے مگر بڑی مشکلات ہیں اتنی مشکلات کہ تم ہندوستان والے اس کا اندازہ ہی نہیں لگا سکتے۔ میں نے جواب دیا کہ آپ درست فرماتے ہیں لیکن میں آپ کی مشکلات کا انداز بخوبی لگا سکتا ہوں اور میرے دل میں ان تکالیف کے لئے درد بھی ہے اور مجھے احساس بھی ہے۔ کہنے لگے میں اپنی قومیت کھودونگا۔ علاوہ ازیں انہوں نے مجھے کئی باتیں بتائیں جس کا جواب میں نے ان کو یہ دیا کہ آپ ابھی تک عیسائی ہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیم پر ذرہ بھر بھی آپ کا عمل ہے تو پھر دیکھئے کہ نئے عہد نامہ میں مسیح نے کیا فرمایا وہ فرماتے ہیں پہلے خدا اور راستبازی کی تلاش کرو اور یہ چیزیں (مراد دنیا اور اس کی شان و شوکت) خود بخود مل جائینگی۔ میں نے عرض کیا کہ آپ کو تو خداوند تعالیٰ کا شکریہ ادا کرنا چاہئے کہ اس کے فضل سے آپ پر صداقت ظاہر ہو گئی تاریخ اس امر کی شاہد ہے کہ دنیا میں وہ لوگ جو صداقت قبول کرتے ہیں ان کو بڑی بڑی آزمائشوں سے گزرنا پڑتا ہے انہوں نے بتایا کہ وہ چھپ چھپ کر نماز پڑھتے ہیں اور لوگ انہیں پاگل سمجھنے لگے ہیں۔ تاش بھی کھیلنا چھوڑ دیا اور شراب بھی پینی چھوڑ دی ہیں۔ ان کی اس تبدیلی پر میں نے خداوند تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا بعد ازاں وہ قادیان گئے۔ غالباً اٹھائیس دن تک وہ قادیان میں رہے اور وہیں انہوں نے احمدیت قبول کر لی لیکن مجھے اس وقت اس کا علم نہ وہ سکا بلکہ کافی عرصہ کے بعد پتہ چلا۔ کہ انہوں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ (ماخوذ از نشان منزل)

NAVNEET JEWELLERS

Ph. (S) 70489
(R) 70233, 70847

CUSTOMER'S SATISFACTION IS OUR MOTTO

FOR EVERY KIND OF GOLD & SILVER ORNAMENTS

(All Kinds of *rings* & *"Alaisallah"* rings olso sold here)

Navneet Seth, Rajiv Seth

Main Bazzar Qadian

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"
(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

WARRAICH CALL POINT

WARRAICH CALL POINT

NATIONAL & INTERNATIONAL CALL OFFICE

Fax Facility Sending & Recieving Here

Fax open in 24 Hours.

OWNER:
MEHMOOD AHMAD NASIR
Moh. : Ahmadiyya, Qadian - 143516

Ph. : 0091 - 1872 - 72222
Fax : 0091 - 1872 - 71390
Ph. (R) : 0091 - 1872 - 70286

امتحان میں پاس ہونے کے گُر

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے رضی اللہ

اکثر اوقات دیکھنے میں آیا ہے کہ طالب علم محنت کر کے امتحان کیلئے مقررہ کتابیں تو تیار کر لیتے ہیں لیکن امتحان دینے کے طریق اور فن کو نہیں جانتے۔ اس کی وجہ سے بہت سے طالب علم باوجود تیاری کے امتحانوں میں فیل ہو جاتے ہیں۔ یا کم از کم اتنے نمبر حاصل نہیں کر سکتے جو انہیں تیاری کے لحاظ سے حاصل کرنے چاہئیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ امتحان پاس کرنا یا امتحان میں اعلیٰ نمبر لینا صرف علمی تیاری پر ہی منحصر نہیں ہے بلکہ اس کے لئے چند زائد باتیں بھی درکار ہیں جن کا خیال رکھا جانا ضروری ہے۔ دراصل جو باتیں امتحان پاس کرنے یا اعلیٰ نمبر حاصل کرنے میں مدومعاون ہیں ان میں سے بعض کے لحاظ سے امتحان دینے والے کی مثال ایک دوکاندار کی سی ہے۔ اگر ایک دوکاندار کے پاس مال تو بہت ہے لیکن اس نے اپنے مال کو دوکان میں کسی اچھی ترتیب سے نہیں رکھا اور نہ ہی اس کی صفائی کا خیال کیا ہے بلکہ اس کا مال ایک انبار کی صورت میں بے ترتیبی اور ابتری کے ساتھ گرد و غبار کے ساتھ ڈھکا ہوا ادھر ادھر پڑا ہے تو ایسا مال کبھی بھی خریدار کو خوش کرنے اور دوکان میں کشش پیدا کرنے کا باعث نہیں ہوگا۔ لیکن اگر خواہ مال تھوڑا ہو مگر وہ ایک ترتیب کے ساتھ سجا کر دوکان میں رکھا جائے اور ہر چیز صاف اور ستھری صورت میں رکھی ہو تو باجود وہ مال کے کم ہونے کے ایسی دوکان گاہک کی خوشی اور کشش کا باعث ہوگی۔

قسط اول

اسی طرح امتحان دینے والے طالب علم کا حال ہے اگر ایک امیدوار نے اپنے پرچے میں علم تو بہت بھر دیا ہے لیکن اس کے جوابات کا انداز ٹھیک نہیں، پرچے میں کوئی مؤثر ترتیب نہیں صفائی کا خیال نہیں، خط خراب ہے، سطریں ٹیڑھی ہیں، حاشیہ اچھا نہیں چھوڑا گیا اور دوسری ضروری باتوں کا خیال نہیں رکھا گیا تو باجود اس کے کہ ایسے پرچے میں بہت کچھ علم ٹھونس دیا گیا ہو تو وہ ممتحن کے دل پر اچھا اثر نہیں پیدا کریگا۔ لیکن دوسری طرف اگر ایک طالب علم کے جوابوں کا انداز اچھا ہے اس نے ترتیب کا خیال رکھا ہے صفائی کی طرف توجہ دی ہے، اور خط صاف ہے اور سطریں

سیدھی لکھی ہیں، حاشیہ اچھا چھوڑا ہے، اور دوسری ضروری باتوں کا بھی خیال رکھا ہے تو باوجود علم کی کمی کے ممتحن اس کے پرچے کو دیکھ کر خوشی محسوس کریگا۔

خلاصہ یہ کہ گو اصل چیز تو علم ہی ہے اور امتحان پاس کرنے کے لئے طالب علموں کے واسطے سب سے ضروری چیز علمی تیاری ہے لیکن وہ زائد باتیں جن سے امتحان پاس کرنے اور اچھے نمبر حاصل کرنے میں مدد ملتی ہے۔ اور ان سے ممتحن کی طبیعت پر اچھا اثر ڈالا جا سکتا ہے۔ انہیں بھی ضرور مدّ نظر رکھنا چاہئے۔ تجربہ کاروں کا اندازہ ہے کہ امتحانات میں اگر ۷۵ فیصد علمی تیاری کا اثر ہوتا ہے۔ تو ۲۵ فیصدی ان زائد باتوں کا بھی ضرور اثر ہوتا ہے۔ اس لئے کسی سمجھدار طالب علم کو ان کی طرف سے غفلت نہیں برتنی چاہئے۔ اس مختصر نوٹ کے بعد ذیل میں وہ باتیں درج کی جاتی ہیں۔ جو گویا امتحان پاس کرنے کے لئے بطور گر کے ہیں۔ اور امیدواروں کو چاہئے کہ انہیں مدّ نظر رکھ کر فائدہ اٹھائیں۔

(۱) طالب علموں کو چاہئے کہ اخلاقی اور دینی لحاظ سے اپنے آپکو بہت اچھی حالت میں رکھیں اور کسی ایسی بات کیطرف قطعاً توجہ نہ دیں۔ جو ان کے اخلاق یا دین پر کسی طرح برا اثر ڈالنے والی ہو۔ اور نیکی پر قائم رہتے ہوئے خدا سے دعائیں کرتے رہیں کہ وہ ان کا معین و مددگار ہو۔ امتحان کے کمرہ میں جا کر بھی پرچہ شروع کرنے سے پہلے ضرور دعا کر لیا کریں۔ دعا کرنے سے خدائی مدد کے علاوہ انسان کے دل میں تقویت اور امید پیدا ہوتی ہے۔ اور کم ہمتی اور مایوسی پاس نہیں آتی۔

(۲) امتحان کے قریب اور امتحان کے دنوں میں طالب علموں کو چاہئے کہ اپنی صحت کا خاص خیال رکھیں۔ کچھ نہ کچھ وقت ورزش اور تفریح کے لئے ضرور نکالیں۔ او. نیند کو اتنا کم نہ کریں کہ وہ صحت یا دماغی حالت پر خراب اثر ڈالے۔ امتحان کے دنوں میں طالب علموں کو خصوصاً اپنی پوری نیند سونا چاہئے۔ تا کہ امتحان کے کمرہ میں بے خوابی کی وجہ سے سردرد یا سستی یا تھکان یا نیند وغیرہ کا غلبہ نہ پیدا ہو۔ اور دماغ پوری طرح صاف اور ہوشیار رہے۔ اسی طرح یہ ضروری ہے کہ امتحان کے دنوں میں اپنی خوراک کو بہت ہلکا رکھا جائے۔ اور کوئی ثقیل غذا یا دیر سے ہضم ہونے والی چیز ہرگز استعمال نہ کی جائے اور معدہ کو ایسی حالت میں رکھنا چاہیئے کہ نہ تو اسہال کی صورت کہ امتحان کے کمرہ میں ہی رفع حاجت کی ضرورت محسوس ہونے لگے۔ اور نہ ہی قبض کی صورت ہو جو گرانی اور سردرد وغیرہ کا باعث ہوتی ہے غرض امتحان کے دنوں میں ہر طرح اپنی صحت کا خاص خیال رکھنا چاہئے اور جن طالب علموں کو اس سے کسی تکلیف کا اندیشہ نہ ہو۔ انہیں چاہئے کہ امتحان کے ایام میں صبح اٹھکر غسل بھی کر لیا کریں کیونکہ نہانے سے بدن میں چستی اور نشاط کی حالت پیدا ہوتی ہے۔

(۳) یونیورسٹی کی طرف سے جو رول نمبر ہر امیدوار کو ملتا ہے اسے حفاظت کے ساتھ اپنے پاس رکھیں اور اس پر جو ہدایت درج ہوں انہیں اچھی طرح پڑھ کر سمجھ لیں اور ان پر عمل کریں اور امتحان میں جاتے وقت رول نمبر کا پرچہ اپنے ساتھ لیتے جاویں۔

(۴) اگر ممکن ہو تو امتحان سے ایک دن پہلے یا کم از کم کچھ وقت پہلے امتحان کے کمرہ میں جا کر اپنی سیٹ کو دیکھ لینا چاہئے۔ تا کہ عین وقت پر تلاش کرنے سے طبیعت میں گھبراہٹ نہ پیدا ہو۔ نیز اگر سیٹ میں کسی قسم کا نقص ہو تو افسر کو بروقت توجہ دلا کر اس کی اصلاح کی جا سکے۔

(۵) ہمیشہ وقت مقررہ سے کچھ وقت پہلے امتحان کے کمرہ میں پہنچ جانا چاہئے۔ اور امتحان کے دنوں میں حتی الوسع اپنے پاس گھڑی رکھنی چاہئے تاکہ وقت کا اندازہ رہے دیر کر کے پہنچنے سے بعض اوقات امتحان سے رہ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے اور بہر حال وقت کا ضائع جانا اور گھبراہٹ کا پیدا ہونا تو یقینی ہے۔

(۶) امتحان کے کمرہ میں داخل ہونے سے پہلے اپنی جیبوں وغیرہ کو اچھی طرح دیکھ کر اس بات کا اطمینان کر لینا چاہئے کہ کوئی کتاب یا نوٹ بک یا کاپی یا امتحان کے مضمون سے تعلق رکھنے والا کوئی کاغذ تمہارے پاس نہیں ہے۔ اگر کوئی ایسی چیز تمہارے پاس ہو تو اسے باہر ہی چھوڑ آنا چاہئے۔ یا امتحان کے سپرنٹنڈنٹ یا سپروائزر کے پاس رکھ دینا چاہئے بعض اوقات غلطی سے کوئی قابل اعتراض چیز ساتھ چلی جاتی ہے اور پھر افسران کے نوٹس میں آنے پر امیدوار مجرم قرار پاتا ہے۔

(۷) ہر امیدوار کو چاہئے کہ امتحان کیلئے جن چیزوں کا انتظام امیدوار پر چھوڑا گیا ہے وہ اچھی صورت میں مہیا کر کے امتحان کے کمرہ میں اپنے ساتھ لیتے جاویں عموماً دو عمدہ ہولڈر ایک سیسہ کی پنسل ایک سرخ اور نیلی پنسل ایک چاقو اور ربر کا ٹکڑا، اور سامانِ نشفی اپنے ساتھ لے جانا چاہئے ان کے علاوہ اگر کسی طالب علم کو اپنی عادت کے مطابق کسی اور چیز کی ضرورت محسوس ہو اور قوائد کی رو سے اس کا ساتھ لے جانا منع نہ وہ تو وہ بھی ساتھ رکھی جاسکتی ہے۔ ہولڈروں کے نب ایسے ہونے چاہئیں جو پہلے سے کسی قدر استعمال کر کے رواں کر لئے جائیں نیز ڈرائینگ، جیومیٹری، سائنس، جغرافیہ، تاریخ وغیرہ کے پرچوں میں طالب علموں کو چاہئے کے اپنے ساتھ نقشہ کشی کا ضروری سامان لیتے جائیں اور جملہ شکلیں اور نقشے پوری احتیاط اور صفائی کے ساتھ تیار کریں سلائی اور سوزنی وغیرہ کے عملی امتحانوں میں بھی ضروری سامان ساتھ رکھنا چاہئے۔

(۸) دوران امتحان میں اگر کسی طالب علم کو کسی چیز کی ضرورت پیش آئے تو اسے چاہئے کہ اپنی جگہ کھڑا ہو کر منتظمین سے اپنی ضرورت بیان کر کے اپنی مطلوبہ چیز حاصل کرلے۔ کسی صورت میں امتحان کے وقت کسی دوسرے امیدوار کے ساتھ کوئی بات چیت نہیں کرنی چاہئے۔

(۹) بعض امیدوار امتحان کے کمرہ میں جاکر اور سوپروائزروں اور ممتحنوں کے اجنبی چہروں کو دیکھ کر گھبرا جاتے ہیں۔ جس کا اثر لازماً ان کے امتحان پر پڑتا ہے۔ یہ گھبراہٹ دراصل اعصابی کمزوری یا اجنبیت یا بزدلی کا نتیجہ ہوتی ہے مگر کوشش سے دور کی جاسکتی ہے۔ طالب علموں کو چاہئے کہ پورے عزم کے ساتھ اس قسم کی گھبراہٹ کا مقابلہ کیا کریں۔ اور اسے کبھی بھی اپنے دل پر غالب نہ ہونے دیں۔ بلکہ اپنے اندر جرأت اور خود اعتمادی پیدا کریں۔ اور یقین رکھیں کہ وہ لوگ جو ان کے سامنے ہیں وہ ان کے دوست ہیں نہ کہ دشمن۔ اگر بالفرض وہ دشمن بھی ہیں تو ایسے دشمن ہیں جو مفتوح ہونے کے لئے ان کے سامنے لائے گئے ہیں۔

(۱۰) جو کاپیاں جواب کیلئے دی جاتی ہیں انہیں جوابات شروع کرنے سے پہلے دیکھ لینا چاہئے کہ وہ پھٹی ہوئی اور خراب نہ ہوں اگر وہ خراب ہوں تو انہیں اسی وقت بدلوا لینا چاہئے۔ اور کاپی کے اوپر جو ہدایات لکھی ہوئی ہوں ان کو اچھی طرح پڑھ کر سمجھ لینا چاہئے۔ اور ان کے مطابق عمل کرنا چاہئے۔ کاپی میں جو جگہ رول نمبر اور مضمون وغیرہ درج کرنے کیلئے مقرر ہے اس میں شروع میں ہی ضروری اندراجات کر

لینے چاہئیں اور کاپیاں واپس دینے سے پہلے انہیں آپس میں اچھی طرح نتھی کر لینا چاہئے۔
جب، سوالات کا پرچہ تقسیم کیا جائے تو اسے دعا کرنے کے بعد پڑھنا چاہئے۔ اور جواب شروع کرنے سے پہلے سوالات کا سارا پرچہ احتیاط سے پڑھ لینا چاہئے۔ اور پرچے کے شروع یا آخر یا درمیان میں اگر کوئی ہدایات درج ہوں تو انہیں بھی احتیاط کے ساتھ دیکھ لینا چاہئے۔ بعض اوقات یہ ہدایت درج ہوتی ہے کہ اتنے سوالوں میں سے صرف اتنے کرو یا یہ کہ سوالات کے فلاں فلاں حصوں کے جوابات الگ الگ کاپیوں میں لکھو وغیرہ۔ وغیرہ۔ مگر بعض اوقات طالب علم ان ہدایات کو اچھی طرح نہیں پڑھتے اور نقصان اٹھاتے ہیں۔
بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ سوالات کے پرچے میں ایک صفحہ ختم کر کے دوسری طرف بھی سوالات لکھے ہوئے ہوتے ہیں۔ مگر طالب علم غلطی سے صفحہ الٹا کر نہیں دیکھتے۔ اور جو سوالات پہلے صفحہ پر درج ہوتے ہیں انہی کے جواب لکھ کر امتحان سے اٹھ آتے ہیں۔ جس کا نتیجہ ظاہر ہے پس امیدواروں کو چاہئے کہ پرچہ سوالات کو الٹ پلٹ کر اچھی طرح تسلی کر لیا کریں کہ کوئی سوال رہ تو نہیں گیا۔

(جاری)

دینی کاموں کیلئے دن رات ایک کرو

"یہ وقت بھی ایک قسم کے جہاد کا ہے۔ میں رات کے تین تین بجے تک جاگتا ہوں۔ اسلئے ہر ایک کو چاہئے کہ اسمیں حصہ لے اور دینی ضرورتوں اور دینی کاموں میں دن رات ایک کر دے۔" ملفوظات جلد 4

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE

NASIR SHAH

GANGTOK - SIKKIM

Watch Sales & Service
All Kind of Electronics
Export & Import Goods &V.C.D and C.D Players are Available Here

Near Ahmadiyya Mission Gangtok
Ph: 03592 - 26107
03592 - 81920

Love for All, Hatred for None

M. C. Mohammad
Kodiyathoor

SUBAIDA TIMBER

Dealers In :

TEAK TIMBER, TIMBER LOG, TEAK POLES & SIZES TIMBER MERCHANTS

Chandakkadave, P.O. Feroke
KERALA - 673631
☎ : 0495 - 403119 (O)
402770 (R)

حضرت فضلِ عمرؓ اور تقویم ہجری شمسی کا اجراء (1)

ماہ صلح بمقابل جنوری

(اعتماد: تاریخ احمدیت جلد 9 اور کتابچہ شان خاتم النبین)

از عزیزہ منصورہ الہ دین۔ حیدرآباد دکن

آیئے! آج ہم آپ کو دور ثانی میں لے چلتے ہیں اور تقویم ہجری شمسی کی ضرورت اور اجراء کی تفصیل بتاتے ہیں۔

قارئین کرام! قرآن مجید میں لکھا ہے الشمس و القمر بحسبان یعنی سورج اور چاند دونوں ہی حساب کے لئے مفید ہیں اور اگر عقلی طور پر بھی دیکھا جائے تو ان دونوں میں فوائد نظر آتے ہیں۔ چنانچہ عبادتوں کو شرعی طریق پر چلانے کے لئے چاند مفید ہے۔ لیکن وقت کے صحیح تعین کے لئے سورج سے کام لیا جاتا ہے۔ اور سال کے اختتام یا اس کے شروع ہونے کے اعتبار سے انسانی دماغ سورج سے ہی تسلی پاتا ہے یہی وہ ضرورت تھی جس کی وجہ سے ہجری تقویم کے اجراء کے بعد قرن اول کے مسلمان بادشاہوں میں یہ خیال بڑی شدت سے اٹھا کہ ہجری قمری کی طرح ہجری شمسی بھی ہونی چاہئے۔ چنانچہ تاریخ سے ثابت ہے کہ خلفائے عباسیہ وغیرہ نے ہجری شمسی تقویم جاری کرنے کی پے درپے کوشش کیں۔ مگر اس میں بعض رکاوٹیں پیدا ہوئیں۔ لیکن پھر بھی مسلمان مدبروں کے دلوں میں یہ خیال برابر پرورش پاتا رہا کہ تقویم شمسی ہونی چاہئے۔ چنانچہ مصر کے مشہور عالم السید محب الدین خطیب نے 1346ھ میں "تقویمنا الشمسی" کے نام سے ایک کتابچہ شائع کیا جس میں ہجری شمسی تقویم کے لئے گذشتہ مسلم سلاطین کی جدوجہد کی تاریخ بیان کی اور آخر میں اس کے اجراء کی ضرورت واہمیت واضح کی۔

مگر جو سعادت ازل سے حضرت فضل عمرؓ کے عہد زرین کے ساتھ وابستہ تھی اس کی تکمیل کسی اور دور میں بھلا کیسے ہو سکتی تھی۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانیؓ اگرچہ اہل مغرب کو حلقہ بگوش اسلام کرنے کے بہت فکر مند اور اسی وجہ سے ان کے دلی خیر خواہ اور مونس و غمخوار تھے مگر آپ کو فطری طور پر مغربیت سے شدید نفرت تھی اور اس کا اظہار اپنی تقریروں اور تحریروں میں ہمیشہ برملا فرمایا کرتے تھے۔ آپ کی یہ بھی قلبی خواہش تھی کہ جماعت احمدیہ کا ایک ایک فرد مغربیت کی ایک ایک یادگار کو صفحہ ہستی سے مٹا کر ان کی جگہ اسلامی تہذیب اور اسلامی تعلیم کی شاندار عمارت استوار کرنے میں ہمہ تن مصروف ہو جائے۔

1937ء کو جلسہ سالانہ کے موقعہ پر حضرت فضل عمرؓ نے فرمایا کہ ..... تہذیب اسلامی کو اتنا رائج کیا جائے اتنا رائج کیا جائے کہ اگر کچھ حصہ دنیا کا اسلام سے باہر بھی رہ جائے پھر بھی اسلامی تہذیب ان کے گھروں میں داخل ہو جائے اور وہ وہی تمدن قبول کریں جو اسلامی تمدن ہو۔ گویا جسطرح آجکل لوگ کہتے ہیں کہ مغربی تمدن بہتر ہے اسی طرح دنیا میں ایسی رو چل پڑے کہ ہر شخص یہ کہنے لگ جائے کہ اسلامی تمدن ہی سب سے بہتر ہے۔

چنانچہ واقعہ یہ ہوا کہ سیدنا حضرت خلیفہ المسیح الثانیؓ 1938ء میں اپنے سیر روحانی والے مشہور سفر کے دوران جب دہلی میں رصدگاہیں اور جنتر منتر دیکھے تو اسی وقت سے تہیہ کر لیا کہ اس بارہ میں کامل تحقیق کر کے عیسوی شمسی سنہ کے بجائے ہجری شمسی سنہ جاری کر دیا جائے اور آئندہ کے لئے عیسوی سنہ کا استعمال چھوڑ دیا جائے خواہ مخواہ عیسائیت کا ایک طوق ہماری گردنوں میں کیوں پڑا رہے۔ چنانچہ حضور نے جنوری 1939ء کے شروع میں تقویم ہجری شمسی کی ترویج سے متعلق ایک کمیٹی قائم فرمائی۔ اور اس کمیٹی نے 26 جنوری 1946ء کو حضور کی منظوری سے یہ تقویم الفضل میں شائع کر دی اسطرح جماعت احمدیہ کے اولوالعزم امام کی برکت اور توجہ سے عالم اسلام کی قدیم ضرورت پوری

ہوئی اور ہجری شمسی تقویم جاری ہوگئی۔ الحمدللہ

یہ قائم کردہ تقویم مروجہ عیسائی کیلنڈر کے بالکل متوازی چلتی تھی یعنی اس کے ہر نئے سال کا آغاز اور اس کے مہینوں کی تقسیم بالکل رومن کیلنڈر کی طرح تھی اور اس کی نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ اس میں مہینوں کے نام ایسے مناسب تجویز کئے گئے جو اسلامی تاریخ کے مشہور واقعات کے لئے بطور یادگار تھے تا آنحضرت ﷺ کے فیضان اور دنیا کے لئے دین کامل کی یاد قیامت تک ہر لحظہ تازہ ہوتی رہے۔ بالفاظ دیگر ہجری شمسی سال کے بارہ مہینوں میں زمانہ نبوی کے بارہ ایسے ضروری واقعات آنکھوں کے سامنے پھر جاتے ہیں جو تاریخ اسلام کا نقطۂ مرکزیہ اور پیغمبر خدا ﷺ کی سیرت مقدسہ کی جان ہے۔ بہر حال حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے تقویم ہجری شمسی کے مہینوں کے مندرجہ ذیل نام تجویز فرمائے۔

1۔ صلح (جنوری) 2۔ تبلیغ (فروری)
3۔ امان (مارچ) 4۔ شہادت (اپریل)
5۔ ہجرت (مئی) 6۔ احسان (جون)
7۔ وفا (جولائی) 8۔ ظہور (اگست)
9۔ تبوک (ستمبر) 10۔ اخاء (اکتوبر)
11۔ نبوت (نومبر) 12۔ فتح (دسمبر)

آیئے اب آپ کو ماہ صلح کی وجہ تسمیہ بتانے کے لئے تاریخ کے دریچوں میں لے چلوں۔

قارئین کرام! یہ شمسی مہینہ جس کا نام عیسوی سن کے لحاظ سے جنوری ہے اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صلح حدیبیہ کا تاریخ ساز واقعہ پیش آیا۔ اس مناسبت سے حضرت فضل عمرؓ نے اس مہینہ کا نام "صلح" تجویز فرمایا۔

صلح کاری ایک عظیم خلق ہے جسکی تلقین کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جانی دشمن بھی اگر صلح پر آمادگی ظاہر کرے تو تم بھی فوراً صلح کے لئے جھک جاؤ اور اس وہم میں نہ پڑو کہ اس صلح کے پیچھے اس دشمن کی نیت اچھی ہے یا بری (الانفال 62)

آیئے اس خلق عظیم صلح کے آئینے میں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی بزرگ شان ملاحظہ کریں۔ آپؐ پر کمزوری کا بھی زمانہ آیا اور طاقت و اقتدار کا بھی۔ لیکن آپ کی ساری زندگی صلح کاری کی حسین مثالوں سے روشن ہے اور اس میں کبھی مبالغہ نہیں کہ جسطرح دیگر تمام اخلاق فاضلہ میں ہمارے آقا و مطاع خاتمیت کے مقام پر فائز ہیں اسی طرح صلح کے آئینے میں اس خاتم الانبیاء کا جو دلکش نقش ابھرا ہے وہ بھی اپنی مثال آپ ہے نہ آج تک اس کی نظیر کوئی پیش کرسکا ہے اور نہ قیامت تک کوئی اس کی مثال پیش کرسکتا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے جتنی بھی جنگیں کیں وہ محض دفاعی نوعیت کی تھیں اور ایک بھی جارحانہ نوعیت کی نہیں تھی۔

چنانچہ مہاتما گاندھی نے بھی جن کی فراست بڑی گہری تھی یہ تسلیم کیا اور برملا اسکا اعتراف کیا کہ میں جوں جوں اس حیرت انگیز مذہب کا مطالعہ کرتا ہوں یہ حقیقت مجھ پر آشکارا ہوتی جاتی ہےکہ اسلام کی شوکت تلوار پر مبنی نہیں۔

اسی طرح لاہور میں ہونے والے آریہ سماج کے ایک جلسہ میں پروفیسر رام دیو صاحب ایڈیٹر ویدک میگزین نے ہمارے آقا و مولا محمدؐ عربی صلی اللہ علیہ وسلم پر لگائے جانے والے اس مکروہ الزام کو غلط قرار دیا کہ آپؐ نے اسلام تلوار سے پھیلایا تھا اور ان الفاظ میں اپنی تحقیق کا اظہار کیا۔ لیکن مدینہ میں بیٹھے ہوئے محمدؐ (صلعم) نے ان میں جادو کی بجلی جو بھر دی وہ بجلی انسانوں کو دیوتا بنادیتی ہے اور یہ غلط ہےکہ اسلام محض تلور سے پھیلا ہے یہ امر واقعہ ہےکہ اشاعت اسلام کے لئے کبھی تلوار نہیں اٹھائی گئی اگر مذہب تلوار سے پھیل سکتا ہے تو آج کوئی پھلا کر دکھادے۔ پس یہ ایک ثابت شدہ حقیقت ہےکہ اسلام پھیلا ہے تو محض آنحضرت ﷺ کی روحانی اور اخلاقی قوتوں سے قرآن کریم کی پاک تعلیمات کی تبلیغ و اشاعت سے۔

چلیں! اب ہم آپ کو صلح حدیبیہ کا پس منظر بتائے دیتے ہیں۔ غزوۂ احزاب کے بعد گو کفار عرب کی مدینہ پر حملہ کرنے کی توہمت نہ رہی تھی تاہم وہ یہود کے ساتھ مل کر سارے عرب میں مسلمانوں کے لئے

مصیبتیں اور لوٹ مار کے سامان پیدا کر رہے تھے مگر رسول کریم ﷺ اس انتظار میں تھے کہ صلح کے ساتھ یہ خانہ جنگی ختم ہو جائے تو اچھا ہے اس عرصہ میں آنحضرت صلعم نے ایک رؤیا دیکھی جس کا قرآن مجید میں ان الفاظ میں ذکر آتا ہے۔ ترجمہ "یعنی ضرور تم اللہ تعالیٰ کی مشیت کے ماتحت مسجد حرام میں امن کے ساتھ داخل ہو گے تم میں سے بعضوں کے سر منڈے ہوئے ہوں گے اور بعض کے بال کٹے ہوئے ہوں گے۔ تم کسی سے نہ ڈر رہے ہو گے اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو تم نہیں جانتے اس وجہ سے اس نے اس خواب کے پورا ہونے سے پہلے ایک اور فتح مقرر کر دی ہے جو خواب والی فتح کا پیش خیمہ ہو گا۔" اس رؤیا میں در حقیقت صلح اور امن کے ساتھ مکہ کو فتح کرنے کی خبر دی گئی تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعبیر یہی سمجھی کہ شاید ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خانہ کعبہ کا طواف کرنے کا حکم دیا گیا ہے لیکن یہ اجتہادی غلطی ہی اس عظیم الشان صلح کا موجب بنی جو فتح مکہ پر منتج ہوئی۔ چنانچہ آپؐ نے اپنے صحابہ کو بھی ساتھ چلنے کی تلقین کی مگر فرمایا کہ ہم صرف طواف کی نیت سے جا رہے ہیں کسی قسم کا مظاہرہ یا کوئی ایسی بات نہ کی جائے جو دشمن کی ناراضگی کا موجب ہو آخر فروری 628ء میں پندرہ سو زائرین کے ساتھ آنحضرت ﷺ مکہ کی طرف روانہ ہوئے۔ جب مکہ والوں کو آپؐ کے اس ارادہ کی اطلاع ہوئی تو باوجود اس کے ان کا اپنا مذہب بھی یہی تھا کہ طواف کعبہ میں کسی کے لئے روک نہیں ڈالنی چاہیے اور باوجود اس کے کہ مسلمانوں نے وضاحت سے اعلان کر دیا تھا کہ وہ صرف اور صرف طواف کعبہ کے لیئے جا رہے ہیں کسی قسم کی مخالفت یا جھگڑا کے لیے نہیں جا رہے۔ مکہ والوں نے مکہ کو ایک قلعہ کی صورت میں تبدیل کر دیا اور اردگرد کے قبائل کو بھی اپنی مدد کے لئے بلوایا اور یہ قسمیں کھائیں کہ وہ آپ کو گزرنے نہیں دیں گے۔ تب رسول کریم ﷺ جو کہ فیصلہ کر کے آئے تھے کہ بہر حال ہم نہیں لڑیں گے آپؐ نے ایک ہوشیار راہبر کو جو جنگل کے راستوں سے واقف تھا اس بات پر مقرر کیا کہ وہ جنگل کے اندر سے مسلمانوں کو لے کر مکہ تک پہنچا دے یہ راہبر آپ کو اور آپؐ کے ساتھیوں کو لے کر حدیبیہ کے مقام پر جو کہ مکہ کے قریب تھا جا پہنچا۔ یہاں آپ کی اونٹنی کھڑی ہو گئی آپؐ نے فرمایا خدا تعالیٰ کا منشاء یہی معلوم ہوتا ہیکہ ہم یہاں ٹھہر جائیں اور میں یہیں ٹھہر کر مکہ والوں سے ہر طریقہ سے درخواست کرونگا کہ وہ ہمیں حج کی اجازت دیدیں اور خواہ کوئی شرط بھی وہ کریں میں اسے منظور کر لونگا مکہ والے یکے بعد دیگرے آپ تک پیغام بھیجتے رہے ان کی ضد یہی تھی خواہ کچھ ہو جائے اس سال تو ہم آپ کو طواف نہیں کرنے دیں گے کیونکہ اس میں ہماری ہتک ہے ہاں اگر آپؐ اگلے سال آئیں تو ہم آپ کو اجازت دے دیں گے لیکن بیرونی قبائل کے لوگوں نے مکہ والوں کے اس طریق کو پسند نہیں کیا اور ان کا ساتھ چھوڑنے کی دھمکی دی اس پر مکہ کے لوگ ڈر گئے اور مسلمانوں کے ساتھ سمجھوتہ کرنے پر آمادگی ظاہر کی جب اس امر کی اطلاع آنحضرت ﷺ کو ملی تو آپؐ نے حضرت عثمانؓ کو مکہ والوں سے بات چیت کرنے کے لئے بھیجا۔ چونکہ وہاں رؤساء مکہ سے آپ کی گفتگو لمبی ہو گئی اس لیے واپس ہونے میں تاخیر ہو گئی اور مکہ میں بعض لوگوں نے شرارت سے یہ خبر پھیلا دی کہ عثمانؓ کو قتل کر دیا گیا ہے یہ خبر پھیلتے پھیلتے حضرت رسول کریم ﷺ تک جا پہنچی اس پر آپؐ نے صحابہؓ کو جمع کیا اور فرمایا سفیر کی جان ہر قوم میں محفوظ ہوتی ہے۔ اگر یہ خبر درست نکلی تو ہم بزور مکہ میں داخل ہونگے۔ پس جو لوگ یہ عہد کرنے کے لئے تیار ہوں کہ اگر ہمیں آگے بڑھنا پڑا تو یا ہم فتح کر کے لوٹیں گے یا ایک ایک کر کے میدان میں مارے جائیں گے وہ اس عہد پر میری بیعت کریں آپ کا یہ اعلان کرنا تھا کہ پندرہ سو زائر جو آپؐ کے ساتھ آیا تھا یکدم پندرہ سو سپاہی کی شکل میں بدل گیا اور دیوانہ وار ایک دوسرے پر پھاندتے ہوئے انہوں نے رسول کریم کے ہاتھ پر دوسروں سے پہلے بیعت کرنے کی کوشش کی۔ یہ بیعت تمام اسلامی تاریخ میں بہت بڑی اہمیت رکھتی ہے اور اس بیعت رضوان کا جو ایک درخت کے نیچے لی گئی تھی قرآن کریم میں بھی ذکر موجود ہے۔ ابھی بیعت سے مسلمان فارغ ہی ہوئے تھے کہ حضرت عثمانؓ واپس آگئے اور انہوں نے بتایا کہ مکہ والے اس سال تو عمرہ کی اجازت نہیں دے سکتے مگر آئندہ سال

اجازت دینے کے لئے تیار ہیں۔ چنانچہ اس بارہ میں معاہدہ کرنے کے لئے مکہ کا ایک رئیس سہیل بن عمرو آیا ہے۔

جو شرائط اس صلح کے موقعہ پر آنحضرت ﷺ اور کفار مکہ کے درمیان طے ہوئی تھیں ان کا خلاصہ یہ تھا کہ :

1۔ جنگ دس سال کے لئے بند کی جاتی ہے۔

2۔ قبائل عرب میں سے جو چاہے مسلمانوں کا حلیف بن جائے اور جو چاہے اہل مکہ کا۔

3۔ کفار مکہ میں سے کوئی نوجوان اسلام قبول کر کے آنحضرت صلعم کے پاس مدینہ آجائے تو اسے واپس کر دیا جائیگا۔

4۔ لیکن اگر آنحضرت صلعم کے ساتھیوں میں سے کوئی قریش کی طرف چلا جائے تو اسے واپس نہیں کیا جائیگا۔

5۔ اس سال بغیر طواف کے مسلمان واپس چلے جائیں البتہ آئندہ سال آنحضرت صلعم اور آپؐ کے ساتھی مکہ میں آکر تین دن ٹھہر کر کعبہ کا طواف کر سکتے ہیں۔

قارئین کرام! صلح حدیبیہ کے واقعہ میں حضرت رسولِ کریم ﷺ کی عالی ظرفی، حوصلہ مندی، حکمت عملی، دور اندیشی، اور شجاعت جیسے اخلاق فاضلہ پر نہایت تیز روشنی پڑتی ہے۔ خاص کر آپ کی سیرت طیبہ کے دو نمایاں پہلو کھل کر سامنے آجاتے ہیں۔ ایک طرف تو خون خرابہ اور فتنہ و فساد سے بچنے کے لئے کفار مکہ کی ہر زیادتی کو آپؐ برداشت کرتے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ خود مسلمان بھی اس صلح کو اپنی ذلت اور کفار اس کو اپنی فتح تصور کر رہے تھے لیکن آنحضرت صلعم کو اس کی کچھ پرواہ نہ تھی کہ میرے ساتھی اداس ہو رہے ہیں اور دشمن بغلیں بجا رہا ہے آپؐ کے مدنظر صرف اور صرف یہ امر تھا کہ کسی طرح روز روز کی خانہ جنگی ختم ہو کر امن و صلح کا دور دورہ ہو جائے لیکن دوسری طرف جب غیرت کا سوال آیا جب قوم کے سفیر کی حرمت کا سوال آیا تو قطع نظر اس کے کہ مسلمان کمزور ہیں اور دشمن طاقتور ہے۔ قطع نظر اس کے کہ اس سے خون خرابہ ہو گا آپؐ نے صحابہؓ کو اس امر پر بیعت کرنے کا ارشاد فرمایا کہ اب ہم اپنے سفیر کا بدلہ لینے کے لئے بزور شمشیر مکہ میں داخل ہونگے اور یا فتح کر کے لوٹیں گے یا پھر ایک ایک کر کے یہاں شہید ہو جائیں گے۔

غرضیکہ اس صلح نے شاہراہ غلبۂ اسلام کی تمام روکوں کو ہمیشہ کے لئے صاف کر دیا اور جلد وہ حالات پیدا ہو گئے کہ آنحضرت صلعم کے ہاتھوں توحید کا جھنڈا بلند ہوا تھا اس کے نیچے سارا عرب جمع ہو گیا اور ایک مہینہ کی مسافت تک خدا تعالیٰ نے آپ کا رعب قائم فرما دیا۔

پس یہ بھاری اکثریت صلح حدیبیہ اور فتح مکہ کے دوران امن اور صلح کے صرف دو سالوں میں حلقہ بگوش اسلام ہوئی جو اس بات کا ناقابل تردید ثبوت ہیکہ اسلام امن اور صلح کا مذہب ہے اور بانی اسلام امن و شانتی اور صلح کے پیغمبر ہیں۔

پس تقویم ہجری شمسی کے پہلے مہینہ کا نام صلح رکھا جانا سیدنا حضرت المصلح الموعود کی عظیم الشان فہم و فراست اور تاریخ اسلام سے گہری واقفیت اور وابستگی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے پیارے آقا کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق دے آمین (جاری)

مشکوٰۃ کی بدل اشتراک میں اضافہ

جنوری 2001ء سے مشکوٰۃ کی بدل اشتراک میں اضافہ کیا جا رہا ہے۔ مہنگائی کی وجہ سے طباعت، کمپیوٹر ٹائپ سیٹنگ، ترسیل وغیرہ پر زیادہ اخراجات آ رہے ہیں۔ علاوہ ازیں اب جنوری 2000 سے رسالہ دوماہی کی بجائے ماہانہ ہو چکا ہے۔ بایں وجہ بھی اخراجات میں کافی اضافہ ہو گیا ہے۔

اس لئے اب نئی شرح حسب ذیل ہو گی۔

اندرون ملک-00-100 (فی پرچہ دس روپیہ)

بیرون ملک-00-30 امریکن ڈالر

امید ہے کہ خریداران حضرات ادارے کے ساتھ حسب سابق تعاون فرماتے رہیں گے۔ جزاکم اللہ (مینجر مشکوٰۃ)

حضرت علی کرّم اللہ وجہہ کے ارشادات

مکرم سید قیام الدین برق مبلغ سلسلہ بنارس

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علوم وکمالات کے ایک دنیا تھے۔ مکارم وفضائل کا ایک سمندر تھے اورانہی نبوی فضائل وکمالات کے نورومہک سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات اقدس بھی منور ومعطر ہے۔ سو آج کے اس مضمون میں خلیفہ راشد حضرت علیؓ کے ان فضائل وکمالات کے جلوہائے رنگارنگ میں سے دانائی وحکمت کے کچھ جلوے نہج البلاغۃ سے قارئین مشکوٰۃ کے سامنے ہیں۔ان معرفت سے لبریز جلووں کو اپنے ضمیروروح میں جذب کرتے ہوئے اور خود کو دین ودنیا کی سعادتوں اور برکتوں کا مستحق بنایئے۔ فرمایا ایہاالناس... لوگو! ہونا یہ چاہئے کہ جسطرح نگاہ قدرت تمہیں سختی میں لرزاں وترساں دیکھتی ہے اسی طرح نعمت میں بھی خوف زدہ دیکھے۔ بے شک جس کے ہاتھ کی (دولت و) ملکیت میں وسعت ہو اور وہ (سرمایہ دار) اسے عذاب کی طرف بڑھنے کا سبب نہ سمجھے (اور احتیاط نہ کرے) تو گویا وہ خوف عذاب سے بے پرواہ ہے۔اور جو تنگ دست ہو اور اس حالت عسر کو امتحان و(آزمائش) نہ سمجھے اس نے گویا (امید گاہ) ثواب ورضائے خدا وندی کو ہاتھ سے دے دیا۔

یااسری الرغبۃ!

ترجمہ وعظ: اے غفلت کے قیدیو! رکو، اس لئے کہ دنیا کی بلندیوں پر چڑھنے والے کو اس عمل سے مصائب شب وروز کے دانتوں کی آواز کے علاوہ کوئی ڈرا نہیں سکتا، لوگو! اپنے نفس کی تہذیب کرو اور اس کو بری عادتوں سے روک دو۔

حسن ظن:

جو بات کوئی کہے تو اس کے لئے برا خیال اس وقت تک نہ کرو جب تک اس کا کوئی اچھا مطلب نکل سکے۔

درود کی اہمیت:

جب بھی خدا تعالیٰ سے دعا کرنی ہو تو اس کی ابتداء پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام پر درود پڑھنے سے کرو پھر اپنی حاجت طلب کرو کیونکہ خدا اس سے کہیں زیادہ بزرگ ہے کہ اس سے دو درخواستیں کی جائیں اور وہ ایک کو پورا کرے اور دوسری سے روک دے۔

ریاکاری:

جسے اپنی آبرو عزیز ہے اسے ریاکاری چھوڑ دینی چاہئے۔

حماقت:

بے وقوفی کی باتوں میں سے ایک یہ ہے کہ امکان سے پہلے جلد بازی اور فرصت کے بعد سستی کی جائے۔

بے فائدہ سوال:

نہ ہونے والی بات کے لئے سوال نہ کرو۔ کیونکہ جو ہو چکا

وہی تمارے لئے بہت ہے۔

تفکر :

فکر صاف آئینہ ہے، اور عبرتیں ڈرانے والی (عذاب سے دھمکانے والی) ناصح ہیں اور تمہارے (گناہوں سے) بچنے اور احتیاط کرنے کے لئے وہی چیزیں بہت ہیں جنہیں دوسروں میں دیکھ کرنا پسند کرتے ہو۔

علم و عمل :

علم عمل سے وابستہ ہے۔ جسے علم ہو گاوہ عمل بھی کریگا۔ اور علم تو عمل کو پکارتا ہے۔ اگر عمل اس پر لبیک کہتا ہے تو خیر، ورنہ علم وہاں سے کوچ کر جاتا ہے۔

وعظ :

لوگو! سامان دنیا ہلاکت آفرین ہے ایسی چراہ گاہ سے جو جہاں سے سفر کرنا ٹھہرنے سے زیادہ نفع بخش ہے جہاں کی واجبی روزی دولت مندی سے زیادہ پاک ہے۔ یہاں کے سرمایہ داروں پر احتیاج کا حکم لگادیا گیا ہے۔ اور جو اس سے بے پرواہ ہیں انہیں راحت سے امداد دی گئی ہے۔ اور جسے اس دنیا کی چمک دمک بھاگئی نتیجہ میں اسے نابینائی ملیگی۔ اور جس نے اس سے فریفتگی کو شعار بنایا اس کا دل ان غموں سے بھر جائیگا جو اس کے سویدائے قلب پر قبضہ کرلینگے۔ ایک وہ غم ہے جو اسے لگائے رکھے ہمیشہ غمگین بنائے رہیگا۔ یہاں تک کہ اس کی گردن دبائی جاتی ہے۔ اور میدان (قبرستان) میں ڈال دیا جاتا ہے اس کی گردن کی دونوں رگیں ٹوٹی ہوئی ہوتی ہیں۔ (تار نفس شکستہ ہو جائیگا) خدا پر اس کو موت دینا اور عزیزوں پر اسے دفن کرنا (زیادہ) تکلیف دہ نہیں ہوتا اور مؤمن دنیا کو عبرت کی نظر سے دیکھتا ہے اور مجبوری کچھ اس سے لے لیتا ہے اس سے غصہ اور ناراضگی کے کانوں سے سنتا ہے یہاں اگر (کسی کے لئے) کہا جاتا ہے کہ 'دولت مند ہو گیا تو (فورا) کہا جاتا ہے 'وہ محتاج ہو گیا' اور اگر زندگی دے کر خوش کیا گیا تو فنا کر کے غمگین بھی بنایا گیا۔ یہ حالات ہیں اور ابھی ان (انسانوں) کا وہ دن نہیں آیا جس میں وہ بالکل مایوس ہو جاینگے۔

ثواب وعذاب کی بنیاد :

خدا نے ثواب اور اطاعت عقاب گناہ پر قرار دیا ہے تاکہ اپنے بندوں کو قہر و غضب سے بچا کر جنت کی طرف بھیج سکے۔

مستقبل :

(ترجمہ) لوگوں پر وہ زمانہ بھی آئیگا جب ان کے (ماحول) میں قرآن کی صرف نشانات اور اسلام کا صرف نام رہ جائیگا ان کی مسجدیں تعمیری لحاظ سے آباد اور ہدایت کے لحاظ سے ویران ہونگی۔ رہنے والے اور آباد کار بدترین اہل زمین ہونگے فتنہ انہی سے اٹھے گا اور غلط کاریاں وہیں پناہ لیگی۔ جو اس آفت سے بچ گئے ہوں۔ انہیں اس بلا میں پھر واپس لے آئینگے۔ اور جو پیچھے رہ گئے ہونگے انہیں بھی کھینچ بلائینگے۔ خداوند عالم فرماتا ہے کہ قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان لوگوں میں وہ بلا بھیجونگا کہ عقلمند حیران رہ جائینگے بیشک یہی ہوگا اور ہم خدا سے غفلتوں کی ٹھوکروں سے محفوظ رہنے کی دعا کرتے ہیں۔ بے شک حق بھاری اور تلخ ہے اور باطل ہلکا اور بدانگیز ہے۔

(ماخوذ از نہج البلاغہ)

بد رسومات کے خلاف جہاد

مکرم مولوی شیخ مجاہد احمد صاحب مبلغ سلسلہ

شریعت اسلامیہ کے بنیادی اصول تین ہیں قرآن مجید، حدیث، اور سنت رسول اللہ ﷺ اور اس زمانہ کے لحاظ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فتاوی کیونکہ آپ کو خدا تعالیٰ نے اس زمانہ کے لئے حکم اور عدل بنا کر مبعوث کیا ہے۔ اور آپ نے دنیا کو بتایا ہے کہ کون سا کام صحیح ہے اور کون سا غلط۔

اس اصولی تعلیم کے لحاظ سے ہم رسم اس چیز کو کہیں گے یا اس کام کو کہیں گے جس کا ثبوت قرآن مجید اور حادیث رسول اللہ ﷺ سے نہ ملے۔ جس کا کرنا آپ کے خلفاء کرام یا صحابہ رضوان اللہ سے ثابت نہ ہوتا ہو۔

سو موجودہ دور میں ہم نگاہ دوڑا کر دیکھتے ہیں تو پاتے ہیں کہ توحید دنیا سے مٹتی جا رہی ہے اور مشرکانہ رسوم مذہب کا درجہ اختیار کرتے جا رہے ہیں لوگ دین کی راہ سے ہٹ کر بدعات کے پیچھے پڑ گئے ہیں۔ سو آج ضرورت ہے کہ ان بد رسومات کے خلاف ایک عالمی جہاد شروع کیا جائے تا انسانی نسل ان عادتوں سے چھٹکارا حاصل کرے جن پر سوم کا اطلاق ہوتا ہے۔

پہلی بات اس سلسلہ میں یہ یاد رکھنی چاہئے کہ رسومات سے نجات حاصل کرنے کے لئے امت مسلمہ کو چاہئے کہ آنحضرت ﷺ کی سیرت کی کامل اور اتباع کرنے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

"کتاب انزلناہ الیک لتخرج الناس من الظلمات الی النور باذن ربھم الی صراط العزیز الحمیدo (سورۃ ابراہیم)

یعنی یہ (قرآن مجید) ایک کتاب ہے جسے ہم نے تجھ پر اس لئے اتارا ہے کہ تمام لوگوں کو ان کے رب کے حکم سے ظلمات سے نکال کر نور کی طرف یعنی اس کامل طور پر غالب اور کامل ہستی تک پہنچنے کے راستے کی طرف لے جائے۔

اس آیت کا اس طرف اشارہ ہے کہ اگر آنحضرت ﷺ کی تمام رنگ میں پیروی کی جائے یا اس راہ میں قدم مارا جائے تو آپ ہمیں ان دنیاوی رسومات سے نجات دلا کر سراط مستقیم تک لے جائیں گے۔

اب اس طرف نگاہ دوڑا کر دیکھنا چاہئے کہ موجودہ زمانہ میں رسومات کس قدر ہیں۔ اگر انہیں ایک زائچہ میں لایا جائے تو یہ کس رنگ میں آئیں گی اور ان کا زمرہ کیا ہوگا۔ سو غور و فکر سے کام لینے پر ہم اس نتیجہ پر آتے ہیں کہ اس وقت ہم رسومات۔ کو چار زمروں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ یا یہ کہ رسومات عموماً چار قسم کی ہوتی ہیں:

۱۔ مذہب کی طرف منسوب ہونے والی رسوم
۲۔ شادی بیاہ سے متعلق رسوم
۳۔ وفات کے متعلق رسوم
۴۔ بچہ کی پیدائش کے متعلق رسوم۔

1. مذہب کی طرف منسوب ہونے والی رسوم میں مندرجہ

ذیل امور کاذکر قابل بیان ہے :

قبر پرستی قبروں پر پھول چڑھانا، قبروں پر عرس کرنا۔ میلاد کے وقت کھڑے ہونا اور مٹھائی تقسیم کرنا مختلف طرح کے وظیفے بنالینا جن کا احادیث نبویؐ اور سنت رسولؐ سے کوئی بھی ثبوت نہ ملتا ہو۔

سو قبر پرستی یا قبور کے متعلق جس قدر بدعات ہیں اس پر بحث کرنے سے قبل عاجز آپ کا دھیان آنحضرت ﷺ کی اس حدیث کی طرف لانا ضروری سمجھتا ہے :

"عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لعن الله زائرات القبور و المتخدين عليها المساجد والسُّرُجَ.

(ترمذی)

ابن عباس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت کی اور ان پر جو قبروں پر مسجد بناتے اور ان پر چراغ جلاتے ہیں۔

اس حدیث سے اس بات کی طرف اشارہ ملتا ہے کہ پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت سے منع فرمایا تھا پھر آپ نے اس غرض سے اجازت دی کہ بندہ موت کو یاد کر کے خدا اور آخرت کی طرف رجوع کرے۔ مگر افسوس صد افسوس کے آنحضرت ﷺ نے جس بات کی احتیاط کے لئے قبروں پر جانے سے ہی منع فرمایا تھا آج مسلمان نہ صرف قبروں پر بدعات کر رہے ہیں بلکہ چراغ تک روشن کر رہے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

"شریعت تو اس بات کا نام ہے کہ جو کچھ آنحضرت ﷺ نے دیا ہے اسے لے لے اور جس بات سے منع کیا ہے اس سے ہٹے۔ اب اس وقت قبروں کا طواف کرتے ہیں۔ ان کو مسجد بنایا ہوا ہے عرس وغیرہ ایسے جلسے نہ منہاج النبوت ہے نہ طریق سنت ہے۔" (ملفوظات جلد ۵ صفحہ :۱۶۵)

ان کے علاوہ بھی جس قدر رسوم ہیں وہ سب بدعت ہیں اور اسلام سے ان کا کوئی بھی تعلق نہیں۔ اسلام نام ہے توحید کا توحید کے قیام کا مگر ہائے افسوس! صدہا افسوس ان مسلمانوں پر جنہوں نے مردوں کو ہی اس توحید واحد کا شریک بنایا۔ اگر ان قبروں کے مردے جی اٹھیں تو وہ بھی ان کے لئے بد دعا کریں گے حیف تم نے ہمارے ساتھ کیا سلوک کیا۔

پس ضرورت ہے تو اس چیز کی کے ایک عالمی جہاد بدرسوم کے خلاف ہو جو دین سے ان خاروں کو دور کردے۔ اللہ کے انعامات کا شکر ہو اور اسکی ناشکری نہ کی جائے۔ اور کامل رنگ میں دین کی اتباع کی جائے حضرت مسیح موعودؑ علیہ السلام فرماتے ہیں :

"بندوں پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو انعامات و کرامات ہوئے ہیں وہ محض اللہ پاک کے فضل و کرم سے ہی ہوتے ہیں۔ پیروں فقیروں صوفیوں گدی نشینوں کے خود تراشیدہ وظائف طریق رسومات سب فضول بدعات ہیں جو ہرگز ہرگز ماننے کے قابل نہیں....

انسان کو چاہئے کہ ہر چند اللہ تعالیٰ سے طلب کرے۔

(ملفوظات جلد ۵ صفحہ :۴۴۷)

دوسری قسم کی وہ رسومات ہیں جو مذہب کی طرف تو منسوب نہیں کی جاتیں مگر ہماری روایات میں وہ اس طرح شامل ہو گئی ہیں کہ ان سے بظاہر پیچھا چھڑانا مشکل نظر آتا ہے

لیکن وہ صریحاً قرآنی تعلیمات کے خلاف ہیں یہ وہ عمومی رسوم ہیں جو نکاح، شادی، منگنی وغیرہ کے موقعہ پر کی جاتی ہیں۔ ان میں خصوصاً اصراف کرنا، دف بجانا، ناچ گانا، جہیز دکھانا، نیز دلہا کو سہرا باندھنا وغیرہ کئی قسم کی رسوم شامل ہیں۔ اصراف کے تعلق سے یہ بات ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے کہ احکام خداوندی اس معاملہ میں کیا ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے:

کلوا وشربوا ولا تسرفو

کھاؤ پیؤ اور اسراف نہ کرو۔ نیز فرمایا:

ان اللہ لا یحب المسرفین

یعنی اللہ تعالیٰ اسراف کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

اسلام ہمیں سادگی سکھاتا ہے تکلف اور تصنع کو پسند نہیں فرماتا۔ لیکن اس کے برعکس بعض احمدی گھرانے اور مسلمانوں میں یہ بات عام طور پر رائج ہے کہ شادی بیاہ کے معاملات میں کئی طرح کے اسرافات کئے جاتے ہیں۔ سسرال والوں کی طرف سے بھاری چیزوں کے مطالبات کئے جاتے ہیں۔ موجودہ زمانہ میں ایک بدعت یہ بھی ہے کہ لڑکی والے جو کچھ اپنے بیٹی کو دیتے ہیں اس کو شادی میں فخریہ طور پر ظاہر کرتے ہیں۔ اس بدرسم سے جہاں ایک طرف جہیز کو فروغ ملتا ہے وہاں دوسری طرف غریب لڑکیوں کی دل شکنی ہوتی ہے اسی بات کو مدنظر رکھتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

"لڑکیاں جب اپنی سہیلیوں کے جہیز وغیرہ دیکھتی ہیں تو پھر وہ بھی اپنے والدین سے ایسی ہی اشیاء لینا چاہتی ہیں۔ اور اس طرح کی نمائش گویہ جذبات کو صدمہ پہنچانے والی چیز بن جاتی ہے جو کچھ بھی دیا جائے بکسوں میں بند کر کے دیا جائے۔ ہمارے گھروں میں یہی طریق ہے۔"

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۴۲ء صفحہ: ۲۴)

دف بجانے کے متعلق اسلامی تعلیم:۔ شادی بیاہ میں ایک بدرسوم یہ ہے کہ ناچ گانے میں لوگ شوق رکھنے لگے ہیں۔ جب کہ اسلام ہمیں یہ حکم دیتا ہے کہ دف بجا سکتے ہو اور وہ بھی صرف عورتیں اس صورت میں کہ کوئی پاکیزہ گانا گانا ہو۔ اسی طرح شادی کے موقعہ پر مہندی لگانا بھی پسندیدہ نہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں:

"شادی کے موقعہ پر مہندی اور اس کے ساتھ متعلقہ جملہ رسوم جو رائج ہیں ہمارے نزدیک غیر اسلامی ہیں ہماری جماعت کو اس سے بچنا چاہئے۔"

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۴۲ء صفحہ: ۲۴)

پس اگر شادی بیاہ کے موقعہ پر یہ بدرسوم قائم رہیں تو خطرہ ہے کہ اسلامی اخوت اور محبتوں کے رشتے ٹوٹ نہ جائیں۔

تیسری قسم کی رسوم کا تعلق انسان کی وفات سے ہے ان میں سب سے پہلے جو بدرسم وہ یہ ہے کہ فوت ہونے کے بعد اس کے وارث رورو کر برا حال کر لیتے ہیں اور چلا چلا کر ہائے ہائے کرنے لگتے ہیں۔ عورتیں خصوصیت سے سیاپا کرتی ہیں۔ جب کوئی رشتہ دار ماتم کے لئے آتا ہے تو عورتیں ہر نئی آنے والی کے گلے لگ کر رونا شروع کر دیتی ہیں مگر اس عورتوں کو مسیح موعود علیہ السلام کا مندرجہ ذیل فرمان یاد رکھنا چاہئے:

"ماتم کی حالت میں جزع فزع اور نوحہ یعنی سیاپا کرنا اور چیخیں مار کر رونا اور بے صبری کے کلمات منہ پر لانا یہ سب ایسی باتیں ہیں جن کے کرنے سے ایمان کے جانے کا اندیشہ ہے اور

یہ سب رسمیں ہندوؤں سے لی گئی ہیں... اور اگر رونا ہو تو صرف آنکھوں سے آنسو بہانا جائز ہے اور جو اس سے زیادہ ہے وہ شیطان سے ہے"۔

اس کے بعد امت مسلمہ میں قل خوانی۔ فاتحہ، چہلم، ختم قرآن، مردوں کو ثواب پہنچانے کے لئے کھانا پکانا۔ عرس منانا وغیرہ وغیرہ غرض کہ اس قدر بدعات ہیں کہ شمار سے باہر ہیں سو مانا کہ وفات ایک ایسا صدمہ ہے مگر اس کا مقابلہ ہمیں آنحضرت ﷺ کے نمونہ کے مطابق کرنا چاہئے۔ آپ نے جس رنگ میں رضاء الٰہی پر صبر کیا وہ ایک اپنی مثال ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس موقعہ پر فرماتے ہیں:

"قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔ اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کا یہی ایک طریقہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی کامل فرمانبرداری کی جائے دیکھا جاتا ہے کہ لوگ طرح طرح کی رسومات میں گرفتار ہیں کوئی مر جاتا ہے تو قسم قسم کی بدعات اور رسومات کی جاتی ہیں حالانکہ چاہئے کہ مردہ کے حق میں دعا کریں۔"

(ملفوظات جلد ۵ صفحہ: ۴۴۰)

چوتھی قسم کی رسوم کا تعلق بچہ کی پیدائش سے ہے شریعت اسلامیہ میں بچہ کے پیدا ہونے پر اذان اور اقامت دینے کا حکم ہے مگر اس کے مقابل پر آج ہم میں انگریزی رسم کے مطابق سالگرہ کا رواج آگیا ہے جس میں ہم اپنی جھوٹی شان دکھانے کی خاطر طرح طرح کے اسراف کرتے ہیں اور شریعت اسلامیہ کی بھی حکم اَدولی کرتے ہیں۔ یہ تمام رسمیں اسی بات پر فروغ پاتی ہیں کہ ایک پانچ ہزار خرچ کرے تو دوسرا چھ ہزار کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

غرض کہ آج ہر طرف رسومات کا بول بالا ہے سو ضرورت ہے کہ ایک عالمی جہاد اس کے متعلق شروع کیا جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو اس زمانہ کے حکم اور عدل ہیں اس جہاد کی بنیاد ڈال دی ہے اور اب یہ سلسلہ آپ کے خلفاء کے ذریعہ روز بروز ترقی یافتہ ہے سو ہمارا یہ فرض ہے کہ اپنے گھر کا جائزہ لے کر دیکھیں کہ کہیں کوئی بدعت کوئی بد رسوم ہمارے گھروں میں تو نہیں۔ اور اس بات کو ہر وقت اپنے مدنظر رکھنا چاہئے:

"اصولی طور پر ہر گھرانے کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ میں ہر گھر کے دروازے پر کھڑا ہو کر اور ہر گھرانے کو مخاطب کر کر کے بدرسوم کے خلاف جہاد کا اعلان کرتا ہوں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۳/جون ۱۹۶۷ء)

ہوالشافی ہومیوپیتھک کلینک قادیان
We Treat but Allah Cures
۱)ڈاکٹر سید سعید احمد صاحب Ph:(R) 70432
۲)ڈاکٹر چوہدری عبدالعزیز اختر Ph:(R) 70351
محلّہ احمدیہ قادیان
143516 پنجاب
Ph:-(Clinic)
01872 - 72278

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عربی منظوم کلام

إِنِّي شَرِبْتُ كُئُوْسَ مَوْتٍ لِلْهُدٰى

(میں نے ہدایت کی خاطر موت کے جام نوش کئے!)

أَنْتَ الَّذِيْ قَدْ كَانَ مَقْصِدَ مُهْجَتِي ۔ فِي كُلِّ رَشْحِ الْقَلَمِ وَالْإِمْلَاءِ

تو ہی تو میری جان کا مقصود تھا قلم کے ہر قطرہ (روشنائی اور لکھائی ہوئی تحریر میں۔

لَمَّا رَأَيْتُ كَمَالَ لُطْفِكَ وَالنَّدَا ۔ ذَهَبَ الْبَلَاءُ فَمَا أُحِسُّ بَلَائِي

جب میں نے تیرے لطف کا کمال اور بخششیں دیکھیں تو مصیبت دور ہو گئی اور (اب) میں اپنی مصیبت کو محسوس ہی نہیں کرتا۔

إِنِّيْ تَرَكْتُ النَّفْسَ مَعَ جَذَبَاتِهَا ۔ لَمَّا أَتَانِيْ طَالِبُ الطُّلَبَاءِ

میں نے نفس کو اس کے جذبات سمیت چھوڑ دیا جب میرے پاس طالبوں کا طالب آیا۔

مُتْنَا بِمَوْتٍ لَا يَرَاهُ عَدُوُّنَا ۔ بَعُدَتْ جَنَازَتُنَا مِنَ الْأَحْيَاءِ

ہم ایسی موت سے مر چکے ہیں جس کو ہمارا دشمن نہیں دکھ سکتا۔ ہمارا جنازہ زندوں سے بہت دور ہو گیا ہے۔

لَوْلَمْ يَكُنْ رُحْمُ الْمُهَيْمِنِ كَافِلِيْ ۔ كَادَتْ تُعَفِّيْنِي سُيُوْلُ بُكَائِي

اگر خدائے مہیمن کی شفقت میری کفیل نہ ہوتی تو قریب تھا کہ میری گریہ وزاری کے سیلاب میری ہستی کو مٹا دیتے۔

نَتْلُوْ ضِيَاءَ الْحَقِّ عِنْدَ وُضُوْحِهِ ۔ لَسْنَا بِمُبْتَاعِ الدُّجٰى بِبَرَاءِ

ہم حق تعالیٰ کے نور کی اس کے ظاہر ہونے کے وقت پیروی کرتے ہیں ہم مہینہ کی پہلی رات کے بدلے تاریکی کے خریدار نہیں ہیں۔

نَفْسِي نَأَتْ عَنْ كُلِّ مَا هُوَ مُظْلِمٌ ۔ فَأَنَخْتُ عِنْدَ مُنَوِّرِيْ وَجْنَائِي

میری جان ہر اس چیز سے دور ہے جو تاریک ہے۔ میں نے اپنی مضبوط اونٹنی کو اپنے روشن کرنے والے کے پاس بٹھا دیا ہے۔

لَمَّا رَأَيْتُ النَّفْسَ سَدَّ مَحَجَّتِيْ ۔ أَسْلَمْتُهَا كَالْمَيْتِ فِي الْبَيْدَاءِ

جب میں نے دیکھا کہ نفس نے میرا راستہ روک رکھا ہے تو میں نے اس کو (اس طرح) چھوڑ دیا جیسے مردہ بیابان میں پڑا ہوا ہو۔

إِنِّي شَرِبْتُ كُئُوْسَ مَوْتٍ لِلْهُدٰى ۔ فَرَأَيْتُ بَعْدَ الْمَوْتِ عَيْنَ بَقَائِي

میں نے ہدایت کی خاطر موت کے جام نوش کئے پس میں نے موت کے بعد (ہی) اپنی بقاء کا چشمہ دیکھا۔

(منن الرحمٰن)

معروف شاعر اور عظیم صحافی جناب ثاقب زیروی صاحب کے ساتھ ایک شام

(رپورٹ: مکرم راشد جاوید صاحب شاہد)

اردو زبان کے بلند پایہ ادیب و شاعر اور پاکستان کے ایک وضع دار صحافی ثاقب زیروی جنہوں نے اس دور میں بھی صحافت کو ایک مشن کے طور پر زندہ رکھ کر یہ ثابت کردیا ہے کہ جرنلزم ٹریڈنگ اس دور میں بھی ایسے دیوانوں کی کمی نہیں جو ابھی تک صحافت کو ایک مقدس پیشہ کے طور پر اپنائے ہوئے ہے۔ اور بلاشبہ لفافہ جرنلزم کے گرویدہ ایسے دیوانوں پر ہزار فرزانوں کو قربان کیا جاسکتا ہے اور صحافت کو بطور مشن اپنانا اور قلم کی حرمت کو قائم رکھتے ہوئے اگر حق کی آواز کو بلند کرنا ہی مقصود ہو تو پھر چمکتے دمکتے کئی کئی منزلہ دفاتر درکار نہیں ہوتے بلکہ ٹرنر روڈ پر واقع ایک چھوٹا سا کمرہ ہی کافی ہوتا ہے۔

پاکستان کے ایک عظیم دانشور اور صحافی مولانا عبدالمجید سالک کے ہونہار شاگرد ثاقب زیروی جو تقریباً پچاس سالوں سے ایک ایسے ماحول میں جہاں حق کو ناحق دبانے کی خاطر ہر طرح کا ظلم اور ناانصافی کو روا رکھنا ایک فیشن بن چکا ہے تمام پابندیوں اور ناانصافیوں سے لڑتے ہوئے باقاعدگی سے ہفت روزہ لاہور رسالہ نکال رہے ہیں۔

قارئین ہمارے ارض وطن میں ابتداء سے ایسا گھٹن زندہ ماحول نہیں تھا۔ یہاں ایک وقت وہ بھی تھا جب تعصب و نفرت کے کانٹوں نے رواداری و محبت کے پھولوں کا خون نہیں کیا تھا۔ جب یہ چمن صرف ہمارا ہے تمہارا نہیں کے بجائے سب کا تھا۔ اس وقت اس چمن کی ڈالیوں پر علم و دانش کے پھول کھلتے۔ جہالت ناپید نہ سہی اتنی عام بھی نہ تھی۔ اس دور میں ثاقب زیروی کی نعتیں ریڈیو پاکستان پر نشر ہوتیں تو ایک سماں بندھ جاتا۔ آپ جب کسی مشاعرہ میں اپنی مخصوص انداز میں کلام سناتے تو لوگ جھوم اٹھتے۔ حاکمان وقت تک مکرر مکرر کہہ اٹھتے۔

اور پھر ایک روز ایک ایسا شخص اس چمن کا رکھوالا بن بیٹھا جس نے اس ہرے بھرے چمن کو نفرت و تعصب کا زہر آلود پانی دینا شروع کردیا جس سے رواداری اور محبت کے پھول مرجھانے اور نفرت کے درخت تناور ہونے لگے۔ تعصب اس قدر بڑھا کہ شاعری جیسے فن لطیف میں بھی محض عقیدہ کی بناء پر تفریق و امتیاز روا رکھا جانے لگا۔ ایسے وقت میں ثاقب زیروی جیسا شاعر کا گوشہ گمنامی میں چلے جانا قبل فہم بات نہ تھی۔

لیکن آج ایک دفعہ پھر ادارہ تعمیر نو نے گوشہ گمنامی میں بیٹھے ہوئے ثاقب زیروی کو ارباب ذوق کے سامنے لا بٹھایا ہے۔ ایک دانشور ادبی لحاظ سے بانجھ ہونے والے شہر لاہور میں اس تقریب کے انعقاد سے ادبی زندگی کی جو رمق نظر آئی ہے اس کا سہرا بلاشبہ ادارہ تعمیر نو کے سر ہے۔ جس کے ہم شکر گزار ہیں۔

20نومبر1999ء کو ادارہ تعمیر نو کے زیر اہتمام لاہور کے معروف آواری ہوٹل میں محترم ثاقب زیروی صاحب کے ساتھ ایک شام کا انعقاد کیا گیا۔ اس تقریب میں اہل علم ادب کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ اس تقریب کی صدارت معروف شاعر احمد فراز نے کی۔ جناب منو بھائی، محترمہ کشور ناہید اور محترم راجہ غالب

احمد صاحب نے ثاقب صاحب کے ادبی اور صحافتی سفر کے حوالے سے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کے بعد پروفیسر بشیر احمد صاحب کنوینر ادارہ تعمیر نو نے اپنے ادارہ کا تعارف پیش کیا ثاقب زیروی صاحب کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ "آج کی تقریب جس شخصیت کے ادبی حوالے سے منعقد ہو رہی ہے انہوں نے تمام عمر وطن کی خدمت میں گزاری ہے۔ شاعر ادیب اور صحافی ہیں۔ نصف صدی سے لگ بھگ تن تنہا ہفت روزہ نکال رہے ہیں۔

ان کے بعد معروف وکیل اور سابق وزیر جناب احمد سعید کرمانی سٹیج پر تشریف لائے اور انہوں نے نے محترم ثاقب زیروی صاحب کو خراج تحسین پیش کیا۔ کرمانی صاحب نے کہا کہ اس دور میں کچھ مایہ ناز ادیب تھے جنہوں نے ادب کے فروغ میں نمایاں کردار ادا کیا۔ اور کچھ نامور صحافی تھے جنہوں نے منطق کو بالادستی عطا کی اور زبان کو اس کے تابع کر دیا لیکن ثاقب صاحب وہ شخصیت ہیں جنہوں نے ادب کی چاشنی کے ساتھ منطق اور زبان کو ساتھ ساتھ چلایا۔ کرمانی صاحب نے کہا اب لاہور ادبی لحاظ سے بانجھ ہو رہا ہے میں اس ادارہ کو مبارک باد دیتا ہوں جنہوں نے اس تقریب کے انعقاد سے اس بانجھ پن کو دور کرنے کی کوشش کی ہے۔

اس کے بعد ملک کی ممتاز شاعرہ کشور ناہید صاحبہ نے ثاقب صاحب کی شاعری کے حوالے سے بات کرتے ہوئے کہا کہ ایک وقت تھا کہ جب محترم ثاقب زیری صاحب اپنے زبردست ترنم کے باعث ہر مشاعرے پر چھائے رہتے تھے۔ ان کے لہجہ میں ایک طنطنہ بھی ہوتا تھا اور جگر مراد آبادی کا آہنگ اور ترنم بھی۔ اکثر مشاعروں میں ان کی نظم "یاددہانی" سنائے جانے کی فرمائش کی جاتی۔ اور جب وہ اپنی مشہور نظم کا یہ بند سناتے۔

ہے کائنات نغمہ زن
ہوا ہوئے غم و محن
بکھر گئی نئی پھبن
جبل جبل دمن دمن
ہے اک عجیب بانکپن
روش روش چمن چمن
قدم بڑھاؤ جام لو
عنانِ زیست تھام لو

تو ہجوم ایک سوال سے ایک احتجاج اور احتجاج سے ایک نعرہ اور ایک تحریک بن جاتا۔

اس کے بعد کشور ناہید نے کہا کہ ایک وقت وہ آیا جب ثاقب صاحب کی جماعت کو غیر مسلم قرار دے جانے کے باعث ان کو مشاعروں میں نہ بلایا جاتا۔ تب سے ثاقب صاحب نے خود کو صحافت کے لئے وقف کر دیا۔

اس کے بعد معروف کالم نگار منو بھائی اسٹیج پر تشریف لائے اور اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ

"میں نے ثاقب صاحب کو بہت پڑھا ہے کل پاکستان اور کل ہند قسم کے مشاعرے لوٹتے دیکھا ہے۔ اور اس دور میں لٹنے والے وہ سامعین ہوتے تھے جو فہم و فکر کی دولت سے مالا مال ہوتے اس دور میں شہرت کی کمائی ہی شرفاء کی سب سے بڑی کمائی ہوتی تھی۔ منو بھائی نے کہا کہ ثاقب زیروی اس دور کی شخصیت ہیں جن میں سوائے پیار محبت خلوص اور جذبے کے کچھ نہیں ہوتا۔ منو بھائی نے کہا کہ ایسے دور میں جب معاشرے کے رگ و پے میں اندھیرا سرایت کر رہا ہو ثاقب زیروی جیسے لوگ روشنی کی کرن ہوا کرتے ہیں۔ اور اندھیرے پھیلانے والوں کو آج ثاقب زیروی جیسے لوگوں سے ہی خطرہ ہے۔

اس کے بعد محترم راجہ غالب صاحب نے ثاقب صاحب کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا یہ قوم اور ملک اس لئے بنا تھا کہ بنا رہے اور اس کے لئے ثاقب زیروی جیسے لوگوں نے بے پناہ قربانیاں

احمد صاحب نے ثاقب صاحب کے ادبی اور صحافتی سفر کے حوالے سے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کے بعد پروفیسر بشیر احمد صاحب کنوینز ادارہ تعمیر نو نے اپنے ادارہ کا تعارف پیش کیا ثاقب زیروی صاحب کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ "آج کی تقریب جس شخصیت کے ادبی حوالے سے منعقد ہو رہی ہے انہوں نے تمام عمر وطن کی خدمت میں گزاری ہے۔ شاعر ادیب اور صحافی ہیں۔ نصف صدی سے لگ بھگ تن تنہا ہفت روزہ نکال رہے ہیں۔

ان کے بعد معروف وکیل اور سابق وزیر جناب احمد سعید کرمانی سٹیج پر تشریف لائے اور انہوں نے محترم ثاقب زیروی صاحب کو خراج تحسین پیش کیا۔ کرمانی صاحب نے کہا کہ اس دور میں کچھ مایہ ناز ادیب تھے جنہوں نے ادب کے فروغ میں نمایاں کردار ادا کیا۔ اور کچھ نامور صحافی تھے جنہوں نے منطق کو بالا دستی عطا کی اور زبان کو اس کے تابع کر دیا لیکن ثاقب صاحب وہ شخصیت ہیں جنہوں نے ادب کی چاشنی کے ساتھ منطق اور زبان کو ساتھ ساتھ چلایا۔ کرمانی صاحب نے کہا اب لاہور ادبی لحاظ سے بانجھ ہو رہا ہے میں اس ادارہ کو مبارک باد دیتا ہوں جنہوں نے اس تقریب کے انعقاد سے اس بانجھ پن کو دور کرنے کی کوشش کی ہے۔

اس کے بعد ملک کی ممتاز شاعرہ کشور ناہید صاحبہ نے ثاقب صاحب کی شاعری کے حوالے سے بات کرتے ہوئے کہا کہ ایک وقت تھا کہ جب محترم ثاقب زیری صاحب اپنے زبردست ترنم کے باعث ہر مشاعرے پر چھائے رہتے تھے۔ ان کے لہجہ میں ایک طنطنہ بھی ہوتا تھا اور جگر مراد آبادی کا آہنگ اور ترنم بھی۔ اکثر مشاعروں میں ان کی نظم "یاد دہانی" سنائے جانے کی فرمائش کی جاتی۔ اور جب وہ اپنی مشہور نظم کا یہ بند سناتے۔

ہے کائنات نغمہ زن
ہوا ہوئے غم و محن
بکھر گئی نئی پھبن
جبل جبل دمن دمن
ہے اک عجیب بانکپن
روش روش چمن چمن
قدم بڑھاؤ جام لو
عنان زیست تھام لو

تو ہجوم ایک سوال سے ایک احتجاج اور احتجاج سے ایک نعرہ اور ایک تحریک بن جاتا۔

اس کے بعد کشور ناہید نے کہا کہ ایک وقت وہ آیا جب ثاقب صاحب کی جماعت کو غیر مسلم قرار دے جانے کے باعث ان کو مشاعروں میں نہ بلایا جاتا۔ تب سے ثاقب صاحب نے خود کو صحافت کے لئے وقف کر دیا۔

اس کے بعد معروف کالم نگار منو بھائی اسٹیج پر تشریف لائے اور اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ

"میں نے ثاقب صاحب کو بہت پڑھا ہے کل پاکستان اور کل ہند قسم کے مشاعرے لوٹتے دیکھا ہے۔ اور اس دور میں لٹنے والے وہ سامعین ہوتے تھے جو فہم و فکر کی دولت سے مالا مال ہوتے اس دور میں شہرت کی کمائی ہی شرفاء کی سب سے بڑی کمائی ہوتی تھی۔ منو بھائی نے کہا کہ ثاقب زیروی اس دور کی شخصیت ہیں جن میں سوائے پیار محبت خلوص اور جذبے کے کچھ نہیں ہوتا۔ منو بھائی نے کہا کہ ایسے دور میں جب معاشرے کے رگ و پے میں اندھیر اسرایت کر رہا ہو ثاقب زیروی جیسے لوگ روشنی کی کرن ہوا کرتے ہیں۔ اور اندھیرے پھیلانے والوں کو آج ثاقب زیروی جیسے لوگوں سے ہی خطرہ ہے۔

اس کے بعد محترم راجہ غالب صاحب نے ثاقب صاحب کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا یہ قوم اور ملک اس لئے بنا تھا کہ بنا رہے اور اس کے لئے ثاقب زیروی جیسے لوگوں نے بے پناہ قربانیاں

دیں ہیں۔ ثاقب صاحب کی زندگی قریباً ایک صدی پر محیط ہے۔ ان کا دور سنجیدہ مشاعرے کا دور تھا۔ یہ جگر' احسان دانش' سیف الدین سیف' ساغر اور ثاقب کا دور تھا۔ ثاقب کا کلام سنجیدہ اور ادبی روایات کا کلام ہے۔ یہ اس سنجیدہ ترنم کی یادگار ہے جس کا اب رواج ہی نہیں رہا۔ ایسا لہجہ استادوں کے پاس تھا۔ اور یہ استادوں کی ہی بات تھی۔

مکرم راجہ غالب احمد صاحب نے کہا کہا ثاقب صاحب کے استاد مولانا عبدالمجید سالک نے ایک بار ثاقب کے بارے لکھا کہ "ثاقب کی تربیت ایک ایسے مذہبی ماحول میں ہوئی ہے جہاں شرافت اور شرم فکر و عمل کی بنیاد ہوتے ہیں' یہ کبھی نفسی بے راہ روی یا فکر آوارگی کی شکار نہیں ہوتے۔ ان کی شاعری میں جدت ہے مگر اعتدال نہیں' دین ہے ملائیت نہیں' غریبوں اور کمزوروں کے حق میں اٹھائی جانے والی آواز ہے مگر کمیونزم نہیں۔ مجھے کبھی خطرہ نہیں ہوا کہ ثاقب صاحب اس مسلک سے پیچھے ہٹیں گے۔ اللہ تعالیٰ ثاقب صاحب کی عمر میں برکت ڈالے۔

اس کے بعد شمع محفل محترم ثاقب صاحب کو دعوت کلام دی گئی۔ جنہوں نے ایک نعت ایک غزل اور ایک نظم سنائی۔ آپ کے ہر شعر نے حاضرین کو بہت محظوظ کیا۔ آپ نے جو نعت پیش فرمائی اس کے چند اشعار یہ ہیں۔

ہر عزم کی روشن پیشانی پر نام تمہارا دیکھا ہے
ہر وقت کے بہتے دھارے پر پیغام تمہارا دیکھا ہے
نصرت نے تمہاری عظمت کے بے ترانے گائے ہیں
رحمت کے دمکتے کانوں پر الہام تمہارا دیکھا ہے

آپ نے جو غزل پیش کی اس کے چند اشعار درج ذیل تھے۔

یہ تو نہیں کہ آپ کو عادت کرم نہیں
اتنا ضرور ہے کہ نگاہوں میں ہم نہیں
بے مائیگی عشق تو دیکھو کہ ان دنوں
جلوے تو روبرو ہیں نگاہیں بہم نہیں

اک ہم بھی ہیں کہ اشک رواں کی زبان سے
ہر اک سے کہہ رہے ہیں ہمیں کوئی غم نہیں

آخر پر آپ نے اپنی مشہور نظم "یاددہانی" سنائی یہ نظم گو کہ تقسیم و پاک و ہند پر لکھی گئی لیکن اس کا ایک ایک شعر آج کے حالات پر بھی منطبق ہوتے ہوئے ہمیں دعوت فکر دیتا ہے۔ اس نظم کا ایک بند یہ ہے۔

وہ بے حساب عصمتیں
وہ بے مثال برکتیں
جو دن دہاڑے لٹ گئیں
تمہیں جو یاد تک نہیں
یہ ان کا خون ہے پیو
پیو پلاؤ اور جیو

تقریب کے اختتام پر ملک میں معروف شاعر احمد فراز نے ثاقب صاحب کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا:۔

"ثاقب صاحب جیسے لوگ شخصیتیں نہیں ہوتیں یہ تہذیبیں ہوتی ہیں۔ ان کو سنبھالے رکھنا اور ان کی حفاظت کرنا ضروری ہوتا ہے۔"

فراز صاحب نے بتایا کہ آج میں احمد ندیم قاسمی صاحب کی طبیعت کی خرابی کا سن کر آیا تھا۔ جس جہاز میں آرہا تھا اس میں کشور ناہید بھی تھیں جن سے پتہ چلا کہ آج ثاقب صاحب کے ساتھ شام منائی جارہی ہے۔ میں صرف ایک عقیدت مند اور پرانے مداح کی حیثیت سے اس تقریب میں آگیا۔ خدا ثاقب صاحب کو لمبی عمر عطا کرے۔ اس کے بعد احمد فراز نے حاضرین کے اصرار پر کچھ اشعار پیش کیئے۔

آخر میں مہمانوں کی خدمت میں چائے پیش کی گئی۔ اس طرح یہ خوبصورت تقریب اپنے اختتام کو پہنچی۔ بشکریہ "سیر روحانی" لاہور

Registered with the Registrar of NEWS Papers of India at No. R. N. 38951/82

Monthly **MISHKAT** Qadian

Majlis Khuddamul Ahmadiyya Bharat Qadian

Editor:- Zainuddin Hamid

Ph : (91) 1872 - 70139 (R) 72232
Fax : 70105

Vol. No. 20 January2001 No. 1

"تم گناہ کے مکروہ داغ سے پاک کئے جاؤ گے"

سیدنا حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

"اے وے لوگو! جو نیکی اور راستبازی کے لئے بلائے گئے ہو تم یقیناً سمجھو کہ خدا کی کشش اس وقت تم میں پیدا ہو گی اور اس وقت تم گناہ کے مکروہ داغ سے پاک کئے جاؤ گے جب کہ تمہارے دل یقین سے بھر جائیں گے... یقین کی دیواریں آسمان تک ہیں۔ شیطان ان پر چڑھ نہیں سکتا۔ ہر ایک جو پاک ہوا وہ یقین سے پاک ہوا۔ یقین دکھ اٹھانے کی قوت دیتا ہے یہاں تک کہ ایک بادشاہ کو تخت سے اتارتا ہے اور فقیری جامہ پہناتا ہے۔ یقین ہر ایک دکھ کو سہل کر دیتا ہے۔ یقین خدا کو دکھاتا ہے۔ ہر ایک کفارہ جھوٹا ہے اور ہر ایک فدیہ باطل ہے اور ہر ایک پاکیزگی یقین کی راہ سے آتی ہے۔ وہ چیز جو گناہ سے چھڑاتی اور خدا تک پہنچاتی اور فرشتوں سے بھی صدق اور ثبات میں آگے بڑھا دیتی ہے وہ یقین ہے... جس طرح انسان نفسانی لذات کا سامان دیکھ کر ان کی طرف کھینچا جاتا ہے اسی طرح انسان جب روحانی لذات یقین کے ذریعہ سے حاصل کرتا ہے تو وہ خدا کی طرف کھینچا جاتا ہے۔ اور اس کا حسن اس کو ایسا مست کر دیتا ہے کہ دوسری تمام چیزیں اس کو سراسر ردی دکھائی دیتی ہیں۔ اور انسان اس وقت گناہ سے مخلصی پاتا ہے جبکہ وہ خدا اور اس کی جبروت اور جزا سزا پر یقینی طور پر اطلاع پاتا ہے۔"

(کشتی نوح ص 61 تا 63)